ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
34
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
مسلسل اشاعت کا
31 واں سال
تنظیم اسلامی کا ترجمان
9 تا 15 صفر المظفر 1444ھ/6 تا 12 ستمبر 2022ء

ہم پر اللہ کا عذاب کیوں ہے؟

دنیا میں مسلمانوں پر عذاب آتے رہیں گے۔ مسلمان ہو کر اگر تم اسلام پر عمل نہیں کرتے،

دعویٰ تمہارا اسلام کا ہو اور عمل تمہارا کافرانہ ہو۔ نام لو تم محمد ﷺ کا اور اتباع کرو تم محمد ﷺ کے دشمنوں کا۔ دعویٰ کرو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وفاداری کا۔ اور تمہاری دوستیاں ہوں یہود و نصاریٰ سے۔

تم کہو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو ہم مانتے ہیں۔ اور سودی کاروبار کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کیے رکھو۔ دنیا میں نام لیتے ہو ہمارا اور عمل تمہارے اس کے خلاف ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲﴾ (الصف) ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔''

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳﴾ (الصف) ''اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔''

اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب کو تم خود دعوت دے رہے ہیں۔ یہ ہے اصل سبب ہمارے مجرم ہونے کا۔

ہم دوہرے مجرم ہیں۔ ہم ہیں جو روز کہتے ہیں:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ ''ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

پانچ وقتہ نمازی زیادہ بڑا مجرم ہے۔ اس لیے کہ وہ دن میں کم از کم 64 مرتبہ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ دہراتا ہے اور پھر باہر نکل کر جو کام کرتا ہے۔ وہ اس کے خلاف ہے۔ یہ ہے اصل سبب اللہ کے عذاب آنے کا۔ ہمارا کام تو یہ تھا کہ ہم دین کے علم بردار بنیں۔ دین کا ایک نظام دنیا کے سامنے پیش کریں۔ جب تک وہ ماڈل مسلمان قائم نہیں کریں گے۔ یہی عذاب کے کوڑے برستے رہیں گے۔ سخت سے سخت تر عذاب آئے گا۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک
سود کی حرمت اور سیلابی طوفان
مصائب و مشکلات، اسباب....
غمِ جاں بیاں نہ ہو پائے
پاکستان کی حالیہ سیلابی صورت حال...
سودی نظام کا خاتمہ.....

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1000

فرعون کا بنی اسرائیل کا تعاقب

سورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:57 تا 60

فَاَخۡرَجۡنٰہُمۡ مِّنۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ کُنُوۡزٍ وَّ مَقَامٍ کَرِیۡمٍ ﴿۵۸﴾
کَذٰلِکَ ؕ وَ اَوۡرَثۡنٰہَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتۡبَعُوۡہُمۡ مُّشۡرِقِیۡنَ ﴿۶۰﴾

آیت:۵۷ ﴿فَاَخۡرَجۡنٰہُمۡ مِّنۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۵۷﴾﴾ ’’پس یوں نکالا ہم نے انہیں باغات اور چشموں میں سے۔‘‘

آیت:۵۸ ﴿وَّ کُنُوۡزٍ وَّ مَقَامٍ کَرِیۡمٍ ﴿۵۸﴾﴾ ’’اور خزانوں اور بہت عمدہ قیام گاہوں سے۔‘‘

اس صورتِ حال میں انہیں اپنے باغات‘ چشمے‘ گھر بار‘ جاگیریں وغیرہ جن میں وہ خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگیاں بسر کر رہے تھے‘ سب کچھ چھوڑ کر نکلنا پڑا۔

آیت:۵۹ ﴿کَذٰلِکَ ؕ وَ اَوۡرَثۡنٰہَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۵۹﴾﴾ ’’اسی طرح ہوا۔ اور ان چیزوں کا وارث ہم نے بنی اسرائیل کو بنا دیا۔‘‘

اس کا یہ مطلب نہیں کہ بنی اسرائیل نے بعد میں واپس آ کر ان سب چیزوں پر قبضہ کر لیا‘ بلکہ مراد یہ ہے کہ بعد میں بنی اسرائیل کو ہم نے دُنیوی مال و دولت اور اقتدار سے نوازا اور ایک وقت آیا کہ یہی تمام چیزیں انہیں مل گئیں۔

آیت:۶۰ ﴿فَاَتۡبَعُوۡہُمۡ مُّشۡرِقِیۡنَ ﴿۶۰﴾﴾ ’’تو انہوں نے ان کا تعاقب کیا صبح ہوتے ہی۔‘‘

صبح کی روشنی ہوتے ہی فرعون اور اس کے لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔

درس حدیث

اچھے اخلاق

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’(قیامت کے دن) میزانِ عمل میں (آدمی کے) اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز اور کوئی نہ ہوگی۔‘‘

تشریح: اس حدیث میں حسنِ اخلاق کی اہمیت اور اس کی قدر و منزلت کا بیان ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے اخلاق کو اچھا بنائے اور بداخلاقی سے پرہیز کرے۔ اچھا اخلاق مسلمان کو جنت میں داخل کر دیتا ہے اور برا اخلاق جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 صفر المظفر 1444ھ جلد 31
6 تا 12 ستمبر 2022ء شمارہ 34

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک

آج اہل پاکستان برصغیر کی تاریخ کی بدترین ناگہانی آفت سے دوچار ہیں۔ پاکستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ سیلاب کی بے رحم موجوں کی زد میں موت وحیات کی کشمکش میں ہے اور وسیع زمینی رقبہ سمندر کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ کچے گھروندے ہی نہیں اچھی خاصی مضبوط عمارتیں پانی کی دیوہیکل لہروں کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہو رہی ہیں۔ لاکھوں گھرانے بے گھر ہو کر کھلے آسمان کے نیچے وقت گزارنے پر مجبور ہیں۔ خوراک کی عدم دستیابی اور سیلابی پانی کا استعمال بیماریوں کا باعث بن رہا ہے۔ گویا اہل پاکستان پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ مذہبی لوگ اسے اللہ تعالیٰ کا عذاب اور محتاط الفاظ میں آزمائش قرار دے رہے ہیں اور دانشور حضرات اسے سابقہ اور موجودہ اہل اقتدار کی نااہلی، غفلت، خودغرضی اور نکما پن قرار دے رہے ہیں۔ ہم آخر میں عرض کرنے کی کوشش کریں گے کہ اصلاً یہ کیا ہے بہرحال اس حقیقت سے تو کوئی بقائم ہوش وحواس انکار نہیں کر سکتا کہ ایک قہر ہے جو ہم پر نازل ہو چکا ہے وجہ اس کی جو بھی ہو۔

سرکاری اعداد وشمار کے مطابق یہ سطور رقم کرنے تک ملک میں حالیہ سیلاب اور بارشوں سے 4 کروڑ سے زائد افراد براہِ راست متاثر ہوئے ہیں۔ سندھ میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ، بلوچستان میں ایک کروڑ دس لاکھ، جنوبی پنجاب میں 48 لاکھ، خیبر پختونخوا میں 40 لاکھ اور گلگت بلتستان میں 25 لاکھ کے قریب لوگ متاثر ہوئے۔ متاثرین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا سب کچھ تباہ و برباد ہو گیا نہ گھر بچا نہ سامان اور نہ ہی کوئی ذریعہ معاش۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق سیلاب اور بارشوں سے جاں بحق ہونے والے افراد کی تعداد تقریباً 1200 سے تجاوز کر چکی ہے۔ ملک بھر میں اب تک تقریباً 20 لاکھ گھروں کو نقصان پہنچا جبکہ سیلاب اور بارشوں سے اب تک 10 لاکھ کے قریب مویشی ہلاک ہو چکے ہیں۔ بارشوں اور سیلاب سے 162 پلوں کو نقصان پہنچا ہے، 72 اضلاع بری طرح متاثر ہوئے، 151 شہروں میں تباہی آئی۔ جس وقت سیلاب اپنے عروج پر تھا، پاکستان کا تقریباً دوتہائی رقبہ زیر آب تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اصل نقصان سرکاری اعداد وشمار سے کہیں بڑھ کر ہوا ہے۔

پاکستانی ایک جذباتی قوم ہے جو کروٹ تو ذرا دیر سے لیتی ہے لیکن جب جاگ جاتی ہے تو قابل فخر مثالیں بھی قائم کرتی ہے یہاں ایک حقیقت لازمی طور پر بیان کی جانی چاہیے کہ پاکستان کی مذہبی جماعتیں جو نارمل حالات میں ایسی کارکردگی نہیں دکھاتیں کہ ہم اُن پر اظہارِ اطمینان بھی کر سکیں لیکن جب بھی ملک پر کوئی آفت نازل ہوئی وہ 2005ء کا زلزلہ ہو یا 2010ء کا سیلاب نام نہاد دانشور اور اُن کے گروپ تو صرف بند کمروں میں فلسفے بگھارتے رہتے ہیں لیکن ان مذہبی جماعتوں کے کارکن جس طرح جان ہتھیلی پر رکھ کر متاثرین کی مدد کو پہنچے ہیں وہ جدید دور میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ اگرچہ سیاسی جماعتوں نے بھی چندے اکٹھا کیے اور مالی امداد کی ہے لیکن اس موقع پر دور افتادہ آفت زدہ علاقوں میں خود پہنچ کر امداد کرنا انتہائی گراں قدر کارگزاری ہے اور یہ کام جس جانفشانی سے مذہبی جماعتوں کے کارکن اس مصیبت کے وقت میں کر رہے ہیں اس کی تعریف اور تحسین کے لیے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ رازق ہے لیکن ہمیں رزق حلال کے لیے جدوجہد کی ترغیب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شافی ہے لیکن وہ دعا کے ساتھ دوا کا بھی کہتا ہے۔ اللہ واحد مشکل کشا ہے لیکن وہ مشکل سے نجات کے لیے محنت اور جدوجہد کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس پیمانے پر 2022ء کے ''سپریم فلڈ'' نے تباہی مچائی ہے اُس کے مداوے کے لیے کئی برسوں کی انتھک محنت درکار ہو گی۔ کچھ ابتدائی تخمینوں کے مطابق حالیہ سیلاب سے معاشی سطح پہ 10 ارب ڈالر روپے کا نقصان ہوا ہے جو آنے والے ہفتوں اور مہینوں میں بڑھ سکتا ہے۔ سیلاب سے متاثرہ

علاقوں میں بنیادی انتظامی ڈھانچہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ جس میں سڑکیں، پل، مکانات، کئی ڈیم بجلی، ٹیلی فون، انٹرنیٹ وغیرہ کا نظام، سکول، ہسپتال سب شامل ہیں۔ بڑے پیمانے پر فصلوں کے تباہ ہونے کی وجہ سے پھل اور سبزیوں وغیرہ کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔ سیلاب زدہ علاقوں میں وبائی بیماریوں کا شدید خطرہ ہے۔ جب کئی کروڑ خاندان متاثر ہوں تو بے روزگاری یقیناً بڑھے گی اور پاکستان کے لیے شرح نمو کے اہداف کو حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا۔ پھر ملک پر قرضوں کا نیا بوجھ لاد دیا جائے گا۔

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ انتظامی سطح پر پاکستان سیلاب کو روکنے اور اس کے نقصانات کو کم کرنے میں ناکام کیوں رہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان پانی کو ایک ہتھیار کے طور پر پاکستان کے خلاف استعمال کرتا ہے البتہ پاکستان کے آبی مسائل اور سیلاب سے ہونے والے نقصانات کی وجہ صرف ہندوستان کی پاکستان دشمنی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سیلاب پاکستان میں سب سے تباہ کن قدرتی آفت ہے۔ 2010ء میں آنے والا سیلاب ملکی تاریخ میں ''سپر فلڈ'' قرار دیا گیا۔ جس نے ہر سطح پر بے پناہ تباہی مچائی۔ اس کے بعد فیڈرل فلڈ کمیشن نے سیلاب سے متعلق اپنی سالانہ رپورٹ جاری کی جسے آئندہ کے لائحہ عمل اور سیلاب کے روک تھام اور نقصانات کو کم کرنے کے حوالے سے ایک سنگ میل قرار دیا گیا۔ ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا چاہئے کہ ہم سیلاب سے نمٹنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ ہم نے 2010 کے سیلاب کے بعد سیلابی شدت میں کمی لانے کے لیے خاطر خواہ اقدامات نہیں کیے۔ ہمارا قومی مزاج بن چکا ہے کہ جب ایمرجنسی سامنے آتی ہے تو ہم بغیر منصوبہ بندی کے اقدامات شروع کر دیتے ہیں، کیونکہ ہم اس کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے، جب سیلاب گزر جاتا ہے تو ہم پھر سو جاتے ہیں اور جب اگلا بحران جھنجھوڑ کر اٹھاتا ہے تو وہی افراتفری میں اقدامات کی مشق شروع ہو جاتی ہے۔ اگرچہ سیلاب کو مکمل طور پر روکا تو نہیں جا سکتا تاہم متعدد ممالک نے فلڈ مینجمنٹ اور کنٹرول کی حکمت عملیوں کے ذریعے انسانی جانوں کے ضیاع اور املاک اور فصلوں کی تباہی کو کم کر لیا ہے۔ اگر فیڈرل فلڈ کمیشن کی 2010ء کی رپورٹ پر عمل درآمد کیا جاتا اور سیلاب اور دیگر قدرتی آفات کے تباہ کن اثرات کو زائل کرنے کے لیے کام کرنے والے ادارے جن میں این ڈی ایم اے اور ارسا وغیرہ شامل ہیں اس رپورٹ کی سفارشات کے مطابق تیاری کرتے تو 2022ء کے سیلاب سے ہونے والے نقصانات کم ہوتے۔ رپورٹ میں جو سفارشات دی گئیں اُن میں درج ذیل خصوصی توجہ کی حامل ہیں۔ (1) این ڈی ایم اے سمیت ڈیزاسٹر مینجمنٹ اینڈ کنٹرول کے تمام اداروں کی صلاحیت کو بڑھایا جائے۔ (2) صوبائی اور ضلعی سطح پر فلڈ مینجمنٹ اور کنٹرول کے ادارے قائم کیے جائیں اور فلڈ کنٹرول کے واضح ایس او پیز مرتب کیے جائیں۔ (3) فلڈ کنٹرول انفراسٹرکچر کو مضبوط کیا جائے۔ پشتوں اور بندوں کو مضبوط بنایا جائے۔ سیلابی پانی کا رخ بدلنے کے لیے چینلز کو ترتیب دیا جائے۔ سیلابی پانی ذخیرہ کرنے کے مقامات کو قائم کیا جائے۔ بیراجوں کی صلاحیت بڑھائی جائے۔ (4) نئے ڈیم تعمیر کیے جائیں جن میں بڑے ڈیموں کے ساتھ چھوٹے ڈیم بھی شامل ہوں۔ (5) وہ پانی جو پہاڑوں سے برف پگھلنے پر بہہ آتا ہے اُسے بحیرۂ عرب میں گر کر ضائع ہونے سے بچانے کے منصوبے بنائیں جائیں۔ (6) سیلابی ریلوں کو روکنے اور زمین کے کٹاؤ میں کمی لانے کے لیے بڑے پیمانے پر درخت لگائے جائیں۔ (7) پہاڑی اور میدانی علاقوں کے لیے بہتر فلڈ مینجمنٹ اور کنٹرول کی علیحدہ علیحدہ پالیسیاں ترتیب دی جائیں۔ (8) ماحولیاتی تبدیلی کی وجہ سے بارشوں اور خشک سالی بڑھتی جا رہی ہے۔ پاکستان کو اس حوالے سے بھی ایک مربوط پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ (9) سیلاب کے حوالے سے وہ علاقے جو زیادہ خطرے میں آ سکتے ہیں وہاں سے آبادیوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے کی منصوبہ بندی کی جائے نیز غیر قانونی تعمیرات کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔ (10) سیلاب کی پیشگی اطلاع اور انتباہ کی صلاحیت بڑھائی جائے اور میٹ آفس سمیت موسمیاتی پیشین گوئی کے ادارے دیگر اداروں کے ساتھ بہتر انداز میں مل کر کام کریں۔ (11) سیلاب سے متاثرہ افراد اور علاقوں میں ریسکیو اور ریلیف اور پھر تعمیر نو کے لیے مربوط منصوبہ بندی کی جائے۔

اب آیئے اُس بحث کی طرف کہ یہ عذاب ہے، آزمائش ہے یا اہل اقتدار کے سیاہ کرتوتوں اور نااہلیوں کا نتیجہ ہے۔ ہماری رائے میں پاکستان کے حوالے سے یہ تینوں عوامل کسی نہ کسی انداز میں کارفرما نظر آتے ہیں جہاں تک عذاب یا آزمائش کا تعلق ہے کسی مسلمان معاشرے پر نازل ہونے والی آسمانی آفات عذاب بھی ہو سکتی ہیں اور آزمائش بھی پھر یہ کہ پاکستان جیسا ملک جس کی نظریاتی اساس ہی اسلام اور صرف اسلام ہو جس کا اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر کے مطالبہ کیا گیا ہو کہ اے اللہ ہمیں آزادی عطا فرما دے ہم زمین کے اس ٹکڑے پر تیرے دین کا نفاذ کریں گے اُس کا اپنے وعدے سے منحرف ہو جانا یقیناً استثنائی صورت حال اختیار کر لیتا ہے۔ اس پس منظر کے باوجود، بحیثیت مسلمان یہ فیصلہ آسان کام نہیں بلکہ انتہائی مشکل کام ہے کہ یہ فرق کیسے کیا جائے کہ یہ عذاب ہے یا آزمائش ہے۔ اس پر بھی غور کرنا ہوگا کہ ہم عام انسانی اخلاقی ضوابط کے حوالے سے کہاں کھڑے ہیں دیانت اور امانت کے الفاظ ہمارے ہاں شاید اپنا حقیقی معنی کھو چکے ہیں۔ قومیت، فرقہ اور لسانی عصبیت پر کس قدر خون بہایا جا چکا ہے۔ یہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں کہ جھوٹ سچ کی جگہ لے چکا ہے اور دجل وفریب کو ایک ''آرٹ'' قرار دیا جاتا ہے۔ قومی خزانے کو ہم نے شیر مادر سمجھ کر یوں غٹ غٹ پیا ہے کہ مادرِ وطن اب اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں، کشکول حکمرانوں کے سراپا کا حصہ بن گیا ہے۔ ہم کیوں غور نہیں کرتے کہ بادل ہمارے سروں پر پھٹ رہے ہیں زلزلوں سے کتنی بار زمین دھل چکی ہے۔ گروہوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کو اپنی طاقت کا مزہ چکھا کر تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ یعنی سورۃ الانعام کی آیت نمبر 65 میں بیان کردہ عذاب کی تینوں قسمیں ہم پر مسلط ہو چکی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے آج بھی اگر ہم سیدھے راستے پر آ جائیں۔ صراطِ مستقیم اختیار کر لیں، انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کر لیں، اپنے رب کی طرف رجوع کر لیں تو یہ آزمائش ہے یہ تنبیہ ہے عذاب نہیں پھر ہم ایسی آزمائشوں سے سرخرو ہو کر نکلیں گے لیکن اگر ہم ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور منافقت کا یہ طرز عمل جاری رہتا ہے تو دنیا کے عذاب میں تو گرفتار ہیں ہی آخرت کے عذاب سے بھی نہیں بچ سکیں گے۔ نظریاتی سطح پر ہم ماضی میں بہت روگردانی کر چکے ہیں اب ہمارے پاس غلطی کی گنجائش نہیں ہے۔ یاد رہے ''آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک''

سود کی حرمت اور سیلابی طوفان

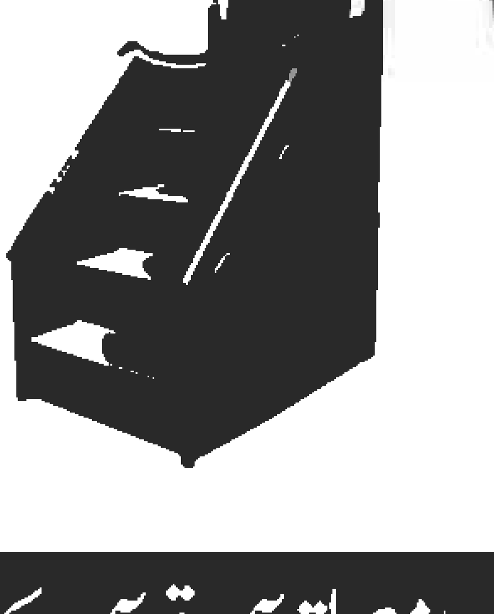

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی DHA کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 26 اگست 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

آج کے خطاب میں ان شاء اللہ انسدادِ سود کے حوالے سے یاددہانی اور تذکیر کے طور پر سود کی حرمت کو قرآن واحادیث کی روشنی میں زیر بحث لایا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کا خطبہ دیتے تھے تو روایت میں موجود ہے کہ :((یقرأ القرآن و یذکر الناس)) ’’قراءتِ قرآن فرماتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے۔‘‘ اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے آج قرآن و حدیث کی روشنی میں سود کی حرمت کو واضح کرنا مقصود ہے۔ گفتگو کے دوسرے حصے میں سیلاب کے بارے میں بات ہوگی اور پھر اس پر بھی گفتگو ہوگی کہ ان حالات میں ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں اور ان کو کیسے پورا کرنا چاہیے۔

پہلا حصہ

ہم جانتے ہیں کہ ایک دن میں قرآن نازل نہیں ہوا بلکہ کم وبیش 23 برس میں اس کا نزول ہوا۔ چنانچہ شریعت کے احکامات تدریجاً بھی آئے ہیں۔ جیسے شراب کی حرمت کے حوالے سے پہلے ذہن سازی کے لیے دو تین مقامات پر ذکر ہوا اور پھر حرمت کا حکم آیا۔ اسی طرح سود کا معاملہ ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تو اس وقت عرب معاشرے میں سود کے معاملات موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنی تدریجاً اتاریں اور پھر اللہ کے رسول ﷺ نے بھی تذکرہ فرمایا۔ سب سے پہلے مکی دور میں سود کا تذکرہ آیا۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ شریعت کے زیادہ تر احکامات مدنی دور میں نازل ہوئے ہیں جبکہ مکی سورتوں میں ایمانیات، توحید کے دلائل اور انبیاء ورسل کی داستانیں اور واقعات، آخرت کی فکر اور اس کے بارے میں اعتراضات کے جوابات، شرک کی نفی اور کچھ اخلاقی ہدایات اور چند احکامات کا تذکرہ ہے۔ لیکن مدنی دور میں قتال فی سبیل اللہ، ہجرت، نفاق، عبادات، معاملات سے متعلق شریعت کے احکامات کا تذکرہ ہے۔ لیکن سود جیسے منکر کے خلاف احکام مکہ میں ہی آنا شروع ہوگئے۔ سود کی حرمت کی طرف توجہ دلانے کے لیے پہلی آیت 6 نبوی میں نازل ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے:

’’اور جو کچھ تم دیتے ہو سود پر تاکہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں تو اللہ کے ہاں اس میں کوئی بڑھوتری نہیں ہوتی۔ اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو (اور اس سے) اللہ کی رضا چاہتے ہو تو یہی لوگ ہیں جو (اللہ کے ہاں اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔‘‘ (روم:39)

مرتب: ابوابراہیم

اگر کسی نے لاکھ روپے کسی کو 10 فیصد سود پر دیے تو واپسی میں اس کو 1 لاکھ 10 ہزار روپے ملیں گے۔ بظاہر یہ نفع ہے لیکن اللہ کہتا ہے کہ سود میں نفع نہیں بلکہ الٹا نقصان ہی نقصان ہے۔ اس کی بجائے اگر کسی کے پاس 1 لاکھ روپے ہیں اُن میں سے 2.5 فیصد زکوٰۃ دے دی تو بظاہر لاکھ میں سے اڑھائی ہزار کم ہوجائیں گے لیکن اللہ کہتا ہے کہ اس طرح یہ مال کم نہیں ہوا بلکہ بڑھ گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی یہی فرماتے ہیں۔ یعنی عقل کہتی ہے کہ سود بڑھتا ہے لیکن اللہ اور رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ سود کا معاملہ تباہی کے سوا کچھ نہیں اور زکوٰۃ وصدقات سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔ دوسری آیت کا نزول 3 ھ ہجری میں غزوۂ احد کے موقع پر ہوا۔ فرمایا:

’’اے اہل ایمان! سود مت کھاؤ دگنا چوگنا بڑھتا ہوا۔‘‘ (آل عمران:130)

اس کو کمپاؤنڈ انٹرسٹ کہتے ہیں کہ لاکھ روپے دو اور ایک مہینے کے بعد ایک لاکھ دس ہزار واپس لو، دو مہینے گزر جائیں تو پھر دس ہزار مزید بڑھ جائے گا یعنی، تب ایک لاکھ بیس ہزار واپس کرے گا۔ یہ بڑھتا چڑھتا سود ہے۔ اس کی حرمت سن 3ھ میں آرہی ہے۔ آگے فرمایا:

’’اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔‘‘

(آل عمران:130)

خوف خدا کا تذکرہ بار بار قرآن کریم میں آتا ہے کیونکہ اگر خوف خدا دل میں نہ ہو تو لوگ اللہ کے کلام کا بھی مذاق بنالیتے ہیں اور ڈٹ کر سود کے دھندوں کو جاری رکھنے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں اور خوف خدا ہوگا تو سود تو بڑی بات ہے جہاں سود کا شک بھی ہوگا وہاں سے بھی دوری اختیار کریں گے۔ جیسے سیدنا عمر فاروق ؓ فرماتے ہیں: ’’سود تو چھوڑو اور اگر کہیں سود کا شک بھی آئے اس کو بھی چھوڑ دو۔‘‘

یعنی جب انسان کو خوف خدا ہوگا تو وہ شک والی چیز کو بھی چھوڑ دے گا اور اگر خوف خدا نہیں ہے تو وہ بڑے بڑے حرام کاموں کا بھی ارتکاب کرلے گا۔ اللہ محفوظ رکھے۔ اس لیے بار بار احکام کے ساتھ تقویٰ کا ذکر آتا ہے۔

تیسرا مقام سورۃ النساء کی دو آیات ہیں۔ جن کا نزول 5 ہجری میں ہوا۔ فرمایا:

”تو بسبب اُن یہودی بن جانے والوں کی ظالمانہ روش کے ہم نے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں بھی حرام کر دیں جو اصلاً ان کے لیے حلال تھیں۔“ (النساء:160)

ان آیات میں یہود کا ذکر آرہا ہے۔ آج دنیا کے مالیاتی نظام کو سود کے دھندوں کے ذریعے چلا کر اقوام کو غلام بنانے والوں میں یہود سب سے آگے ہیں لیکن ان کی شریعت میں بھی سود حرام تھا۔ یہود نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈالا۔ اللہ کے دین کے احکامات کو بدلا، یہاں تک کہ اللہ کی کتاب میں تحریف کی، جب یہ نافرمانیاں کیں تو اللہ نے سزا کے طور پر پاکیزہ اور حلال چیزیں ان پر حرام کر دیں۔ جب قومیں نافرمانی پر اترتی ہیں تو اللہ ان کے لیے حلال کو حرام کر دیتا ہے۔ حرام کا ایک مطلب روک دیا جانا بھی ہے، حرام کا ایک مطلب ہے کہ استعمال ہی نہیں کر سکتے ، اللہ ان نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن اکثر آٹے اور چینی کا بحران آجاتا ہے۔ یہ ہم لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے ہم پر تنگیاں آرہی ہیں۔ آگے فرمایا:

”اور بسبب اس کے کہ یہ بکثرت اللہ کے راستے سے (خود رُکتے ہیں اور دوسروں کو بھی) روکتے ہیں۔“(النساء:160)

اللہ کے راستے سے روکنے میں یہ بھی شامل تھا کہ لوگوں کے سامنے حق پیش نہ کرنا، کتاب کو چھپانا، اس میں تحریف کرنا، حق بات کو پوشیدہ رکھنا۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کے دور میں یہود کے علماء کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ قرآن میں آتا ہے:

”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں البتہ ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو جانتے بوجھتے حق کو چھپاتا ہے۔“ (البقرۃ:146)

مگر اس حسد کی وجہ سے کہ نبوت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں کیوں چلی گئی یہود نے آپ ﷺ کو نہیں مانا بلکہ لوگوں کو بھی حق سے روکا۔ اس وجہ سے بھی اللہ نے ان پر پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار دیا۔ آگے فرمایا:

”اور بسبب ان کے سود کھانے کے جبکہ اس سے انہیں منع کیا گیا تھا“ (النساء:161)

سود خوری کی وجہ سے بھی حلال چیزیں اللہ نے روک دیں۔ کوئی سمجھنا چاہے کہ سود خوری کے نتائج کیا ہوتے ہیں تو اللہ حلال کو بھی روک دیتا ہے، نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے ، زندگی کو اجیرن کر دیتا ہے۔ آج یہ سارے حالات ہم اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ پہلے یہ یہود کے ساتھ بھی ہوا۔ ان کو بھی سود سے منع کیا گیا تھا۔ آج بھی ان کی کتابوں کے اندر یہ جملے مل جائیں گے لیکن جب اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال کر ہر کام کو انہوں نے اپنے لیے حلال کر ڈالا تو پھر اللہ نے بھی سزا کے طور پر ان کو حلال چیزوں سے روک دیا۔

یہ آیت بتا رہی ہے کہ سود کی حرمت صرف اللہ کے آخری رسول ﷺ کی شریعت میں ہی نہیں تھی بلکہ پچھلی شریعتوں میں بھی سود حرام تھا۔

قرآن میں سود کی حرمت کے حوالے سے اگلی آیات 9ھ میں نازل ہوئیں۔ وہ سورۃ البقرہ کی آیات 275اور276 ہیں۔ فرمایا:

”جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ نہیں کھڑے ہوتے مگر اُس شخص کی طرح جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔“ (البقرہ:275)

یعنی جس کو شیطان نے چھو کر پاگل کر دیا ہو۔ یہ پاگل پنے کی کیفیت سود خوروں کی اور مال کی محبت میں

پریس ریلیز 2ستمبر 2022ء

اہل پاکستان تاریخ کی بدترین ناگہانی آفت کی زد میں ہیں

شجاع الدین شیخ

اہل پاکستان تاریخ کی بدترین ناگہانی آفت کی زد میں ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ سیلاب کی بے رحم موجیں بے شمار انسانی جانیں نگل چکی ہیں اور ہزاروں موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ پاکستان کا وسیع زمینی رقبہ سمندر کا نقشہ پیش کر رہا ہے، پانی کی دیوہیکل لہریں نہ صرف کچے گھروندوں کو بہا کر لے گئیں بلکہ بہت سی مضبوط عمارتیں بھی ان خونی لہروں کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئیں۔ ہمارے کچھ مذہبی رہنما اور سیکولر دانشور اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں کہ اس قیامت کو عذاب کا نام دیں، آزمائش کہیں یا حکمرانوں کی ہمالائی نااہلی اور کوتاہیوں کا نتیجہ کہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان کے حوالے سے یہ تینوں عوامل کسی نہ کسی انداز میں کارفرما نظر آتے ہیں۔ اگرچہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اہل اقتدار نے سیلاب سمیت دیگر قدرتی آفات سے ممکن حد تک بچاؤ کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کیے۔ اگر 2010ء کی فلڈ کمیشن رپورٹ پر سنجیدگی سے عمل درآمد کر لیا جاتا تو حالیہ سیلاب کے نقصانات میں بڑی کمی واقع ہو سکتی تھی۔ لیکن مسلمانانِ پاکستان کو یہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ پاکستان ایک عام اسلامی ملک نہیں ہے بلکہ اس کے قیام کا تو واحد جواز اسلام ہے۔ اسلام اور شریعت محمدی ﷺ سے روگردانی، گویا اپنے وجود کی نفی کے مترادف ہے۔ بہرحال ابھی بھی وقت ہے اس آزمائش اور تنبیہ سے سبق حاصل کر کے ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کریں اللہ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کریں پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کے امیدوار بن سکیں اور ہماری دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ڈوب کر پاگل بن جانے والوں کی دنیا میں بھی دیکھی جا سکتی ہے البتہ اس کی اصل کیفیت کا ظہور آخرت میں ہوگا۔ بندہ جس حال میں دنیا سے جاتا ہے اس حال میں کھڑا بھی کیا جاسکتا ہے ۔ احادیث مبارکہ میں ہے کہ ایک بندہ حالت احرام میں ہو اور لبیک اللھم لبیک کہہ کر اس کی موت آجائے تو وہ اسی حال میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ جو سود خور آج پاگل پنے میں مبتلا ہیں وہ اسی پاگل پنے کی کیفیت میں اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا:

''اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور ربا کو حرام ٹھہرایا ہے۔'' (البقرہ:275)

یہ عقل پرستوں کے دلائل ہیں جو شیطان کے ورغلانے میں آکر پاگل بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو لاکھ روپیہ دیا اور دس ہزار اس پر میں لے رہا ہوں تو یہ بھی تجارت کی طرح ہے۔ لاکھ روپے کی ایک چیز تھی جو میں نے ایک لاکھ دس ہزار میں بیچ دی۔ دس ہزار جیسے میں منافع لے رہا ہوں ایسے ہی میں ایک لاکھ دے کر اس پر دس ہزار سود لے رہا ہوں تو پھر فرق کیا ہوا؟ دونوں ایک جیسے ہی تو ہیں۔ بظاہر لگ رہا ہے لیکن ایک ریڑھی والے سے لے کر بڑی کمپنی چلانے والے تک سب کو پتا ہے کہ تجارت کسے کہتے ہیں اور محض مال دے کر بیٹھ کر کمانا کسے کہتے ہیں۔ جب رب نے کہہ دیا کہ سود حرام اور تجارت حلال ہے تو بس معاملہ ختم ، یہاں ہماری ہمت نہیں ہے کہ اس کے جواب میں کوئی عقلی دلیل پیش کریں۔ آگے فرمایا:

''تو جس شخص کے پاس اس کے ربّ کی طرف سے یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا ہے وہ اس کا ہے۔ اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔'' (البقرہ:275)

پہلے کا معاملہ تو اللہ کے حوالے ہے لیکن ڈرتا پھر بھی رہے کہ پکڑا نہ جاؤں اور استغفار کرتا رہے لیکن اس کے بعد سود کھایا تو پھر معافی ہرگز نہیں۔ فرمایا:

''اور جس نے (اس نصیحت کے آ جانے کے بعد بھی) دوبارہ یہ حرکت کی تو یہ لوگ جہنمی ہیں' وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔'' (البقرہ:275)

اللہ ہم سب کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ یہاں سود خوروں کا انجام بھی بتا دیا گیا۔ اگلی آیت میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ کسی ناشکرے اور گناہگار کو پسند نہیں کرتا۔'' (البقرہ:276)

یعنی سود سے مال بڑھتے نہیں بلکہ برباد ہوتے ہیں اور زکوٰۃ وصدقات سے مالوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد سن 9ھ میں سود کی حرمت کے حوالے سے آخری آیات (البقرہ:278 تا 281) نازل ہوتی ہیں۔ فرمایا:

''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سود میں سے جو باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو' اگر تم واقعی مؤمن ہو۔'' (البقرہ:278)

اس آیت کے شروع میں بھی ایمان کا ذکر اور آخر میں بھی ایمان کا ذکر ہے۔ مطلب یہ کہ ایمان اور سود ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اگر سود خوری ہے تو حقیقی ایمان نہیں ہے، کلمہ گو مسلمان تو ہوگا۔ اگر حقیقی ایمان ہے تو آدمی سود سے ہر اعتبار سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ آگے فرمایا:

''پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خبردار ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔'' (البقرہ:279)

جنگ کا مطلب ہے کسی ایک فریق کی تباہی اور جب اللہ سے جنگ پر کوئی آجائے تو اس کی تباہی کا عالم کیا ہوگا؟ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ یہ شدید ترین الفاظ ہیں جو قرآن پاک میں کسی اور گناہ کے عمل کے لیے نہیں آئے۔ آگے فرمایا:

''اور اگر تم توبہ کر لو تو پھر اصل اموال تمہارے ہی ہیں۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔'' (البقرہ:279)

تمہارا ظلم یہ ہے کہ تم لاکھ پر دو چار روپے بھی اوپر لو اور تمہارے ساتھ ظلم کیا ہو جائے گا جس نے تمہارا لاکھ لیا وہ تمہارا لاکھ بھی نہ لوٹائے۔ فرمایا:

''اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو فراخی حاصل ہونے تک اسے مہلت دو۔ اور اگر تم صدقہ ہی کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے' اگر تم جانتے ہو۔'' (البقرہ:280)

یعنی اگر کوئی مقروض ہے اور اس کی مجبوری ہے تو اس کو تھوڑی مہلت دو اور اگر معاف کر دو تو اللہ کے نزدیک یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگلی آیت کریمہ آخرت کے بارے میں ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کی رائے کے مطابق یہ نزول کی ترتیب میں آخری آیت ہے جو نازل ہوئی ہے۔ فرمایا:

''اور ڈرو اُس دن سے کہ جس دن تم لوٹا دیے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر ہر جان کو پورا پورا دے دیا جائے گا جو کمائی اس نے کی ہوگی اور اُن پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔'' (البقرہ:280)

سود کی ممانعت کی آخری آیات کے بعد میں یہ آیت آئی ہے جس کا مطلب ہے کہ جب تک کل کی جوابدہی کا احساس نہ ہو بندہ کوئی گناہ چھوڑنے کو تیار نہیں ہوگا اور اگر آخرت کا عقیدہ پختہ نہ ہو تو سود جیسا گناہ بندہ چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اللہ ہم سب کو آخرت کا یقین عطا فرمائے۔

احادیث میں سود کا ذکر

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود لینے والے اور کھانے والے پر، سود دینے اور کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور آپ ﷺ نے فرمایا (گناہ کی شرکت میں) یہ سب برابر ہیں''۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں، ان میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنا۔'' (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ گناہ رکھتا ہے۔'' (مسند احمد)

''سات مہلک اور تباہ کن گناہوں سے بچو۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے بھاگنا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا''۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزر ہوا ایک ایسے گروہ پر جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آتے تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیلؑ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلایا یہ سود خور لوگ ہیں''۔ (ابن ماجہ)

حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایات ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں نے

دیکھا ایک شخص نہر (اس کا رنگ خون کی طرح سرخ تھا) میں تیر رہا ہے اور اسے پتھروں سے مارا جا رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے ! مجھے بتایا گیا یہ سود کھانے والا ہے''۔(مسند احمد)

وہ مرے گا نہیں کیونکہ وہاں موت نہیں آنی ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''پھر نہ اس میں وہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔''
(اعلیٰ:13)

اللہ ہم سب کو جہنم کے عذاب سے بچائے اور اللہ سود کی ہر شکل سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

تنظیم اسلامی کے تحت انسداد سود مہم جاری ہے اور ان شاء اللہ 11 ستمبر تک جاری رہے گی ۔ بہر حال اس وقت ملک ایک بہت بڑی آزمائش سے گزر رہا ہے کیونکہ ملک کے بہت بڑے حصے میں سیلاب آ چکا ہے ۔ زندگی اجیرن ہوگئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کہیں کہیں اپنے قانون عذاب کو بیان کیا ہے ۔ اللہ کی طرف سے آزمائشیں آتی ہیں اور ان میں مقاصد ہوتے ہیں ۔ یعنی سیلاب، طوفان، قحط وغیرہ کا آجانا کوئی نہ کوئی مقصد رکھتا ہے ۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بھی بستی میں کسی بھی نبی کو مگر یہ کہ ہم نے پکڑا اُس کے بسنے والوں کو سختیوں سے اور تکلیفوں سے تاکہ وہ گڑ گڑائیں (اور ان میں عاجزی پیدا ہو جائے)۔'' (الاعراف:94)

یعنی ان آزمائشوں، طوفانوں کے آنے کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے دل نرم ہوں اور وہ اللہ کی طرف رجوع کریں اور گڑ گڑائیں ۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ جب کبھی سمندر میں طوفان کی پیشین گوئی ہوتی ہے تو قوم سڑکوں پر آکر لہروں کو دیکھتی ہے اور پکنک مناتی ہے ۔ پولیس والے سمندر کے آس پاس بیریئرز لگاتے ہیں لیکن من چلے نوجوان ان کو لات مار کر سمندر میں جا کر کھڑے ہوتے ہیں اور وکٹری کا نشان بناتے ہیں ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل تو یہ تھا کہ جب کبھی کالی آندھیاں چلتیں، کالے بادل آسمان پر آجاتے تو رسول اللہ ﷺ حالت سجدہ میں چلے جاتے ۔ اس لیے کہ اس طرح کے طوفانوں سے ہی اللہ نے بعض بستیوں اور قوموں کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا تھا ۔ آج ہم ان کے کھنڈرات پر بڑے بڑے فنکشنز منعقد کرتے ہیں اور ان بستیوں پر فخر کرتے ہیں ۔ موہنجوداڑو کے فنکشن میں سندھ حکومت کے کروڑوں روپے لگتے ہیں ۔ یعنی ٹنوں مٹی تو نکال لی لیکن تھوڑی سی عبرت حاصل کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور ہم لازماً چکھائیں گے انہیں مزہ چھوٹے عذاب کا بڑے عذاب سے پہلے' شاید کہ یہ لوگ پلٹ آئیں۔'' (السجدہ:21)

بڑے عذاب تو قوم نوح، قوم ھود، قوم صالح، قوم لوط پر آئے اور وہ قومیں مٹادی گئیں ۔ مگر ان بڑے عذابوں سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذابوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اللہ کی طرف لوٹیں ۔ پھر ارشاد ہوتا ہے:

''بحر و بر میں فساد رونما ہو چکا ہے' لوگوں کے اعمال کے سبب تاکہ وہ انہیں مزہ چکھائے ان کے بعض اعمال کا' تاکہ وہ لوٹ آئیں۔'' (الروم:41)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ دو مرتبہ فرماتا ہے کہ اگر اللہ ہر ہر کرتوت پر پکڑنا چاہے تو اللہ ایک جاندار زمین پر نہ چھوڑتا لیکن کچھ اعمال کا مزہ ضرور چکھاتا ہے تاکہ لوگ اللہ کی طرف لوٹیں، توبہ کریں اور گناہوں کو چھوڑ دیں، اپنے اعمال کی اصلاح کر لیں اور اللہ کے حضور استغفار کریں ۔ پھر ارشاد ہوتا ہے:

''کہہ دیجیے کہ وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر بھیج دے کوئی عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے' یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک کی طاقت کا مزا دوسرے کو چکھائے ۔ دیکھو کس کس طرح ہم اپنی آیات کی تصریف کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔'' (الانعام:65)

اللہ نے قوم لوط پر اوپر سے پتھر بھی برسائے، قوم شعیب پر شعلے بھی برسائے، قوم نوح پر طوفانی بارش بھی برسائی ۔ فرعون اور آل فرعون کو غرق کر دیا گیا، قارون کو دھنسا دیا گیا ۔ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اوپر سے عذاب یہ بھی ہے کہ اللہ ظالم حکمرانوں کو مسلط کر دے یا ظالم قسم کے Bosses کو ایمپلائز پر مسلط کر دے، یا ظالم قسم کے مالکان کو کرایہ داروں پر مسلط کر دے ۔ پھر نیچے کا عذاب یہ بھی ہے کہ عوام ان کے کنٹرول میں نہ ہو، اولاد ماں باپ کے کنٹرول میں نہ ہو ۔ تیسرا عذاب یہ ہے کہ اللہ گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک کی طاقت کا مزہ دوسرے کو چکھائے ۔ یہ اللہ کے عذابوں کی کیفیت ہے ۔ اس وقت بھی ملک کی صورت حال کیا ہے کہ عیدالفطر کے موقع پر علماء کرام کو کہنا پڑا کہ اپنی زبانوں کو کنٹرول میں رکھیں کہ ملک کو توڑنے کی طرف لے جانے والی باتیں تو نہیں ہو رہی ۔ اس وقت سیاست میں جو کچھ ہو رہا ہے، یہ سب مختلف نوعیت کی کیفیات عذاب ہوا کرتے ہیں ۔ تنبیہات اور آزمائشیں ہوا کرتی ہیں ۔

کرنے کا کام

سب سے پہلے تو ہم سب کو توبہ کرنی چاہیے ۔ اپنے گناہوں کی رب سے معافی مانگنی چاہیے ۔ امریکہ، ورلڈ بنک، آئی ایم ایف وغیرہ سب کے سامنے جھک کر دیکھ لیا اب ایک اللہ کی طرف جھکنے کی کوشش کرو ۔ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر لیا تھا لیکن ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ غداری کی ہے جس کی وجہ سے ہم مصائب کا شکار ہیں ۔ لہٰذا اصل توبہ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کیے گئے وعدے کو پورا کریں اور اس ملک میں اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کریں ۔ البتہ سردست ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ملک میں اتنی بڑی تباہی آ چکی ہے لیکن یہ اپنے سیاسی اکھاڑ پچھاڑ میں لگے ہوئے ہیں اور سیلاب کے معاملے میں بالکل سیریس نہیں ہیں ۔ اللہ ان کو ہدایت دے ۔ ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم توبہ استغفار کرتے ہوئے سیلاب زدہ بھائیوں کی مدد کریں ۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء کو ہم متوجہ کریں گے کہ جہاں جہاں تنظیم کا نظم قائم ہے وہاں اس نظم کے تحت متاثرین کی مدد کریں اور عوام سے ہم گزارش کریں گے کہ جس پر آپ کو اعتماد ہے اس ادارے کو امداد دیجیے ۔ قرآن کہتا ہے:

''یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''
(الحجرات:10)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''جب تک ایک مسلمان اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کرنے میں لگا رہتا ہے تب تک اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی حاجت کو پورا کرنے میں لگا رہتا ہے ۔ لہٰذا جس کو جتنی توفیق ہو اس کے مطابق وہ متاثرین کی مدد ضرور کرے ۔ یہ بھی ہمارا امتحان ہے ۔ کیونکہ یہ ہمارا دینی، ملی، قومی فریضہ ہے ۔ کسی کا امتحان شکر کا ہوگا اور کسی کا امتحان صبر کا ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر گزار بندوں میں شامل رکھے ۔ آمین!

مصائب ومشکلات، اسباب وعلاج

مولانا رفیع الدین

انسانی زندگی سراسر مجموعۂ اضداد ہے، خوشی ومسرت اور رنج وغم کا عجیب سنگم ہے، پل میں مصیبت، پل میں راحت؛ لیکن نہ یہاں کے فرحت وسرور کے لمحات کو دوام ہے اور نہ درد والم کے صدمات کو قرار، ساری زندگی ہی تغیر وتبدل سے عبارت ہے، یہ زندگی اپنی تمام تر مسرتوں اور غموں کے ساتھ پھول اور کانٹے، دھوپ وچھاؤں کا حسین امتزاج معلوم ہوتی ہے؛ البتہ یہ ضرور ہے کہ خوشی کے لمحات غیر محسوس طریقے پر گزر جاتے ہیں، ایک لمبی مدت بھی خوشحالی وفارغ البالی، ہر طرح کے آسائش وآرام اور ہر طرح کے سامانِ راحت کے ساتھ بالکل معمولی سی نظر آتی ہے، اس کے بالمقابل مصائب ومشکلات کا معمولی ساوقفہ بھی بحرِ حیات میں تلاطم اور ہلچل بپا کر دیتا ہے، مبتلائے درد کے لیے پل پل بھی کوہِ گراں اور بارِ خاطر ثابت ہوتا ہے، اسے انسانی فطرت کہیے کہ وہ آسانی اور خوشی کی خوگر اور عادی ہوا کرتی ہے، امتحان وآزمائش، درد والم اور رنج وغم کی ہلکی سی پھوار بھی اس کے لیے ساون کی برسات، طوفانِ بلاخیز اور معمولی سے گھڑی بھی سوہانِ روح بن جاتی ہے اور وہ سراپا تصویرِ الم بن جاتا ہے، شکوہ وشکایت سے اس کی زبان معمور ہو جاتی ہے، وہ اپنی پھوٹی قسمت کو کوسنے لگتا ہے۔

لیکن ایک مومن کامل کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ مصائب ومشکلات کی گھڑیوں میں صبر کے دامن کو ہاتھ سے جانے دے، اس کی قوتِ ایمانی، رب کائنات کے ساتھ اس کے لگاؤ وتعلق کی مضبوط کیفیت اسے ان حالات کا پامردی واستقامت کے ساتھ مقابلہ کا سبق سکھاتی ہے، وہ ہر قسم کے منفی ومثبت احوال کو خدا کی مشیت گمان کرتا ہے، وہ اپنے وجود سمیت اس کو درپیش ہونے والے تمام احوال کو خدائے ذوالجلال اور اس کے مالک حقیقی کا تصرف گردانتا ہے، اس طرح اس کی زبان شکوہ وشکایت، ناشکری اور لعن وطعن کے کلمات سے خالی ہوتی ہے، اور وہ فانی وعارضی مصائب کا ہنسی خوشی مقابلہ کرتے ہوئے راہیِ عالم بقا ہو جاتا ہے۔ یہ مصائب ومشکلات، زندگی کے یہ نشیب وفراز، حیاتِ انسانی کو درپیش یہ اونچ نیچ اور اتار چڑھاؤ کی کیفیات، جو بظاہر ناکامی ونامرادی کی تصویر نظر آتے ہیں، اگر ان کے حقائق ومضمرات اور شرعی نقطۂ نظر سے ان منفی احوال کا تجزیہ کیا جائے تو یہ مصائب مومن کے لیے خیر ہی خیر نظر آتے ہیں، ان ہی شرور وفتن کے بطن سے خیر وبھلائی کے پہلو وجود میں آتے ہیں۔

ان مصائب ومشکلات اور غم ہائے زمانہ کے تعلق سے علماء نے اس کے خیر وشر ہونے کا یہ معیار بتلایا ہے کہ اگر ان مصائب ومشکلات میں انسان کا رجوع ذاتِ خداوندی کی طرف روز افزوں ہے، اس کی عبادات واطاعات اور ذاتِ باری کے ساتھ اس کے لَو اور لگاؤ میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے تو یہ مصائب وپریشانیاں اس کے حق میں رحمتِ خداوندی کے عناوین ہیں، اگر وہ گناہ گار ہے تو یہ مصائب اس کے لیے کفارۂ سیئات ہیں اور نیکوکار ہے تو بلندیِ درجات کا باعث ہیں، اس کے مقابل مشکل کی ان گھڑیوں میں اگر وہ معاصی اور گناہوں میں ہی دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے تو اس کے حق میں عقاب وسزا ہیں۔ اسی دستورِ خداوندی اور قانونِ الٰہی کو آیتِ کریمہ میں یوں بیان کیا گیا ہے: "اور ہم ان کو قریب کا عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھا دیں گے، تاکہ یہ لوگ باز آجائیں۔" (السجدہ: 21)

علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "یعنی آخرت کے بڑے عذاب سے قبل دنیا میں ذرا کم درجے کا عذاب بھیج دیں گے؛ تاکہ جسے رجوع کی توفیق ہو ڈر کر اللہ کی طرف رجوع ہو جائے، کم درجہ کا عذاب یہ ہے کہ دنیا کے مصائب، بیماری، قحط، قتل، قید، مال واولاد وغیرہ کی تباہی، وغیرہ"۔

بہر حال انسان کو اس کی اس زندگی میں مختلف پریشانیوں اور مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے وہ ان مصائب کو کیسے انگیز کرے اور کس طرح ان مسائل سے چھٹکارے اور نجات کی راہ اپنائے اس کے لیے درج ذیل باتیں لکھی جاتی ہیں:

یہ دنیا دار الامتحان ہے

ان مصائب کو برداشت کرنے اور ان کو آسان تر بنانے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ مومن کے لیے ہر وقت یہ تصور پیشِ نظر رہے کہ یہ دنیا دار الامتحان ہے، یہ دار القرار یا دار البقا (دائمی گھر) نہیں ہے، یہ عمل کی جگہ ہے اور آخرت دار الجزاء ہے، وہاں بدلہ ملے گا، مزدور صبح سے شام تک، کسان بوائی سے لے کر کٹائی تک تمام تکالیف، سردی کی شدت، دھوپ کی حدت، اور عمل کی محنت اس لیے برداشت کرتا ہے کہ مزدور کو شام ڈھلنے پر اجرت کی امید اور کسان کو کٹائی کے وقت پھل کی توقع ہوتی ہے، مومن بھی دین پر عمل کی راہ میں مصائب کی بھٹیوں میں اپنے آپ کو اس لیے جلاتا ہے کہ اسے گناہوں کے میل سے پاک صاف ہو کر دخولِ جنت کی توقع ہوتی ہے، آخرت کے آرام وراحت اور وہاں کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کے مصائب؛ بلکہ یہاں کی اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی نعمت بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتی، خدا کا دستور اس دنیا میں یہ ہے کہ جو بندہ جس قدر اللہ عز وجل کا مقرب ومحبوب ہوتا ہے، اسی قدر اسے اس دنیا کے احوال وپریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، حدیث میں مومن کے لیے دنیا کو "قید خانہ" قرار دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ قید خانہ میں آدمی کو گھر کی طرح سہولیات وآرام نہیں مل سکتا۔

چنانچہ احادیث میں مصائب کو اللہ سے تقرب ونزدیکی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ حضرت سعد ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ مصائب وشدائد میں سب سے زیادہ کون ہوتے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ مصائب وشدائد میں انبیاء ہوتے ہیں، پھر اس کے بعد درجہ بہ درجہ دوسرے افضل لوگ، آدمی کی اس کی دینداری کے لحاظ سے آزمائش ہوتی ہے، اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ورنہ ہلکی، آدمی پر مصائب کا سلسلہ اس وقت تک رہتا ہے کہ وہ روئے زمین پر بغیر گناہ چلتا ہے (یعنی مصائب کی وجہ سے اس کے سارے گناہ دھل جاتے ہیں)۔'' (مشکوۃ شریف)

ایک اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: ''بڑا بدلہ بڑی آزمائش کے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ

جس قوم کو چاہتے ہیں اسے آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں، جو شخص اس آزمائش پر اللہ سے راضی رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی رہتے ہیں اور جو ناراض رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہوتے ہیں۔'' (ریاض الصالحین) جو شخص مصائب میں دنیا کی عدمِ پائیداری، اس کے مقابل آخرت کی زندگی کے دوام وبقا اور مصائب میں اللہ سے قرب ونزدیکی کے تصور کو ذہن میں رکھے گا، اس کی مشکلیں اس کے لیے کسی حد تک ضرور کم ہوجائیں گی۔

مصائب گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں

مصائب وآلام اور اس کے درد وکسک کو دور کرنے اور ان مصائب وپریشانیوں کے بادلوں سے لطفِ خداوندی اور عنایاتِ ایزدی کی بارش کے متلاشی کے لیے یہ بھی ایک آسان نسخہ ہے کہ وہ بیماریوں، پریشانیوں، تنگیوں وتنگ دستیوں میں اجرِ خداوندی، ثوابِ آخرت، گناہوں اور خطاؤں سے پاکی کی بشارتوں کو بھی پیشِ نظر رکھے، اس طرح اس کے مصائب اس کے لیے ایمان ویقین کی تازگی، فکرِ آخرت میں اضافہ اور پائے ثبات واستقامت میں مضبوطی کا باعث ہوں گے۔ ایک حدیث میں حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''مردِ مومن کو جو بھی دکھ درد، جو بھی بیماری وپریشانی، جو بھی رنج وغم اور جو بھی اذیت وتکلیف پہنچتی ہے؛ یہاں تک کہ جو کانٹا بھی اس کو چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی کردیتا ہے''۔ (ریاض الصالحین) ایک دوسری روایت میں ہے: ''بندۂ مومن کو جو بھی کانٹے وغیرہ کی تکلیف پہنچتی ہے، تو اللہ عزوجل اس اس طرح گناہوں کو جھاڑ دیتے ہیں، جیسے سوکھا درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔'' (حوالہ سابق)

'' بعض مومن مرد اور بعض مومن عورتوں پر مصائب وحوادث کبھی ان کی جان، کبھی ان کے مال اور کبھی ان کی اولاد پر اس طرح آتے ہیں کہ (اس کے نتیجے میں اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں) اور وہ مرنے کے بعد اللہ عزوجل سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔'' (مشکوٰۃ شریف)

دنیا کے مصائب اور آزمائشیں آخرت کے عذاب وعقاب کے مقابلے میں کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں رکھتے، بسا اوقات اللہ عزوجل ان تکالیف وبلیات کے ذریعے بندہ کے ساتھ خیر خواہی کا ارادہ فرماتے ہیں، وہ اس طرح کہ اسے عذابِ آخرت سے بچانے کے لیے دنیا ہی میں اس کے گناہوں کی سزا دے دیتے ہیں اور وہ آخرت کے ہولناک وخطرناک عذاب سے بچ جاتا ہے، اس کے بالمقابل جب اللہ عزوجل کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو دنیا میں اس کے گناہوں کی سزا کو روک لیتے ہیں، اور اسے روزِ قیامت پوری طرح وصول فرماتے ہیں۔ (ریاض الصالحین)

کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک بندۂ مومن اُخروی اعتبار سے ایک مقام ومرتبہ کا حامل ہوتا ہے، وہ اپنی صحت مند، آرام دہ زندگی کے ساتھ اس مقام ومرتبہ کی جانب اس قدر سبک روی اور تیز گامی کے ساتھ بڑھتا ہوا نہیں ہوتا ہے، اللہ عزوجل اسے اس کے طے شدہ مقام تک پہنچانے کا سامان یوں فرماتے ہیں کہ اس پر مصائب وحوادث کا بوجھ ڈال کر، اسے اندیشہ ہائے زمانہ اور غم ہائے زمانہ میں مبتلا کرکے اسے اس کے طے شدہ مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ اسی کو رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا: ''جب بندہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک مرتبے کا حامل ہوتا ہے، جسے وہ اپنے عمل کے ذریعہ حاصل نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی جان یا مال یا اس کی اولاد میں مصیبت مبتلا کرتے ہیں، پھر اسے ان مصائب پر صبر کی توفیق دیتے ہیں، پھر اسے من جانب اللہ طے شدہ مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ شریف)

مصائب کے نعمتِ خداوندی ہونے پر یہ روایت بھی دلالت کرتی ہے: ''جس وقت روزِ قیامت دنیا میں مصائب برداشت کرنے والوں کو ثواب دیا جارہا ہوگا، اس روز اہلِ عافیت بھی یہ چاہیں گے کہ کاش! ان کے جسم کی کھال دنیا میں قینچیوں سے کاٹی جاتی۔'' (مشکوٰۃ شریف)

ایک روایت میں مصائب ومشکلات کے گناہوں کے ازالہ میں اثر انگیزی کو بیان کرتے ہوئے حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی حدیثِ قدسی کی شکل میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں: ''میری عزت وجلال کی قسم! جس شخص کی میں مغفرت اور بخشش کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کے جسم کو بیماری میں ڈال کر اور اس کی روزی کو تنگ کرکے اس کی ہر غلطی اور گناہ کو مٹا دیتا ہوں۔'' (مشکوٰۃ)

مصائب میں دعاؤں کا اہتمام

جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ مصائب میں بندہ کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھ رہا ہے تو یہ مصائب اس کے حق میں رحمتِ خداوندی کے نزول کے عنوان ہیں؛ لیکن بندہ چونکہ کمزور وناتواں ہوتا ہے، وہ رحمتِ خداوندی کا ادراک نہیں کرسکتا، وہ اپنی آخرت کے بناؤ وبگاڑ کے پہلو سے واقف نہیں ہوتا، وہ دوسروں کے مانند اپنے کو بھی خوشحال وفارغ البال دیکھنا چاہتا ہے اور وہ حقیقت میں بھی مصائب کو برداشت کرنے کی سکت بھی اپنے اندر نہیں پاتا؛ اس لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت کو طلب کرتا رہے، دعاؤں کے اہتمام کے ذریعہ بارگاہِ خداوندی میں اس بات کی التجا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بیماری کی نعمت کو صحت کی نعمت اور بے روزگاری کی نعمت کو روزگاری کی نعمت سے بدل دے، دراصل اللہ تعالیٰ بندہ کو مبتلائے مصیبت کرکے اس کی عاجزی وبندگی کے مظاہرہ کو دیکھنا چاہتے ہیں، ظاہر ہے دعا سے بڑھ کر اپنی عاجزی وبے بسی کا اظہار بندہ اپنے دوسرے اعمال کے ذریعہ کہاں کرسکتا ہے؟ بلکہ دعا کو احادیث میں حاصلِ عبادات قرار دیا گیا ہے۔

مصائب میں مبتلا شخص ان دعاؤں کا خوب اہتمام کرتا ہے: ((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)) ''اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید کرتا ہوں تو مجھے پل بھر بھی میرے سپرد نہ کر اور میرا سارا حال درست فرمادے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ)) ''اے زندہ اور اے قائم رکھنے والے! میں تیری رحمت کے واسطے سے فریاد کرتا ہوں۔'' ((اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّيْ، لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا)) ''اللہ! اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں بناتا۔''

ان دعاؤں کو مصائب اور پریشانیوں کے دفاع میں خوب اثر ہے، حضورِ اکرم ﷺ نے حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مصائب اور مشکلات کے وقت انہی دعاؤں کی تلقین فرمائی تھی۔ (حیاۃ الصحابہ) دعاؤں کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوجاتا ہے، اس کے الطاف وعنایات، اور عطایا ونوازشات کے دائرہ میں آجاتا ہے، اس طرح اس کے مصائب آسانیوں سے بدلنے شروع ہوجاتے ہیں۔

مصائب میں نیک لوگوں سے مشورہ کی اہمیت

آدمی خواہ جس قسم کی بھی پریشانی میں مبتلا ہو، خواہ بیماری یا تکلیف میں، یا افلاس وتنگدستی میں یا قرض وبیماری کی پریشانی میں، ان بیماریوں اور پریشانیوں میں آدمی اپنے آپ کو یکا وتنہا تصور کرتا ہے، وہ اپنی عقل وتدبیر اور بسا اوقات ہر طرح کے ظاہری اسباب کے اختیار کرنے کے بعد بھی اسے پریشانیوں سے باہر نکلنے کی کوئی صورت یا راہ نظر نہیں آتی، دعاؤں کے خوب اہتمام کے باوجود اس

کے مصائب ختم ہونے کا نام نہیں لیتے، ان مصائب میں سکون وراحت کے متلاشی کے لیے ایک لازمی امر یہ بھی ہے کہ وہ اس بارے میں نیک لوگوں اور اللہ والوں سے مشورہ طلب کرے! ان کے بتائے ہوئے رہنمایانہ خطوط پر اپنی زندگی کی گاڑی کو آگے بڑھائے، حضور اکرم ﷺ باوجودے کہ آپ کو مشورہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی؛ لیکن دشوار گزار اور کٹھن مراحل میں صحابہ کرام ؓ سے مشورہ طلب کرتے تھے، صحابہ کرام ؓ، ائمہ کرام اور بزرگانِ دین اور علماء وصلحاء کا بھی معمول رہا ہے کہ وہ مصائب میں اللہ والوں سے رجوع کرتے ہیں۔

مصائب میں تدبیر سے نہ چوکے

پریشان حال شخص اگر بیمار ہے تو یوں ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرا بیٹھا نہ رہے، تقدیر کا بہانہ بنا کر تدبیر سے نہ چوکے؛ بلکہ علاج ومعالجہ کرے، اگر بے روزگار ہے تو حصولِ رزق کے لیے سعی وکوشش کرے، اگر اولاد کی نافرمانی سے دوچار ہے تو ان کی اصلاح کی راہیں اختیار کرے، غرضیکہ مصائب کو دور کرنے کے لیے آدمی مذکورہ بالا امور کے ساتھ اپنی مقدور بھر اسباب وذرائع کی دنیا میں کوشش بھی کرے؛ البتہ تمام محنت ومجاہدے اور علاج ومعالجہ کے بعد اس کے نتیجے صحت یابی اور رزق کی کشائش وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے۔ تدبیر یہ تقدیر سے فرار نہیں ہے؛ بلکہ بقول حضرت عمر ؓ کے تدبیر کرنا دراصل یہ اللہ کی تقدیر سے اسی کی تقدیر کی طرف بھاگنا ہے، جب حضرت عمر ؓ کو تدبیر کے اختیار کرنے پر تقدیر سے فرار کا طعنہ دیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم تقدیر سے فرار اختیار نہیں کررہے؛ بلکہ: ((نَفِرُّ مِن قَدَرِ اللّٰہِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰہِ)) ''ہم اللہ کی تقدیر سے اس کی تقدیر ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں۔'' (بخاری) توکل کی حقیقت بھی دراصل اسباب کو اختیار کرنے کے بعد نتیجہ کو ذاتِ خداوندی کے حوالہ کرنا ہے اور انہیں کو اللہ تعالیٰ نے محبوب قرار دیا ہے: ((اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْن)) ''اللہ تعالیٰ توکل اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو مصائب کیوں درپیش ہوتے ہیں، اور ان مصائب ومتاعب سے انسان اپنے آپ کو کیوں کر نکال سکتا ہے؟ اگر مصائب میں انسان مذکورہ بالا امور کو ملحوظ رکھے تو کچھ بعید نہیں کہ اس کے مصائب نعمتوں سے بدل جائیں یا ان مصائب میں ضرور کمی واقع ہو۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(18 تا 21 اگست 2022ء)

جمعرات (18 اگست) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز عصر ''انسداد سود مہم'' کے حوالہ سے پریس کلب لاہور میں پریس کانفرنس کی۔

جمعہ (19 اگست) کو قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعدازاں نائب ناظم اعلیٰ شرقی زون کے ہمراہ حلقہ سرگودھا کے طے شدہ پروگرام کے مطابق سرگودھا کے لیے روانگی ہوئی۔ بعد از مغرب جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے زیر اہتمام جامع مسجد حنفیہ میں ''سود کی سیاہ کاریاں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

ہفتہ (20 اگست) کی صبح حلقہ کے ناظم مالیات کے گھر پر ناشتے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس موقع پر حلقہ کے معاونین سے ملاقات کی۔ وہاں سے فراغت کے بعد منفرد اسرہ چک 90۔جنوبی میں نقیب اسرہ اور رفقاء سے ملاقات کی۔ 9:00 بجے ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' اور انسداد سود کے حوالے سے خطاب کیا۔ اس پروگرام میں شرکاء کی کل تعداد 2 ہزار کے لگ بھگ تھی، جن میں علاقے کی سرکردہ اور دینی شخصیات بھی شامل تھیں۔ بعدازاں 11:00 بجے دن مسجد جامع القرآن سرگودھا پہنچے جہاں پر تمام مکاتب فکر کے دینی وسیاسی جماعتوں کے قائدین (جن کی تعداد 25 تھی) سے ملاقات کی۔ تعارف کے بعد امیر محترم نے انسداد سود کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حکومت وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عملدرآمد کے لیے آمادہ نہیں ہے، لہٰذا اس کے خلاف بھرپور تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔ تمام علماء کرام نے امیر محترم کی تائید کرتے ہوئے مقامی سطح پر مشترکہ لائحہ عمل کے لیے متحدہ علماء کونسل کا اجلاس بلائے جانے پر اتفاق کیا۔ بعد نماز عصر نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ کے ہمراہ جوہر آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ وہاں پر بعد نماز مغرب ریڈر کالج میں ''موجودہ حالات میں راہ نجات'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں پندرہ سو کے قریب لوگ شریک ہوئے، رات وہیں قیام فرمایا۔

اتوار (21 اگست) کو بعد نماز فجر سورۃ توبہ کی آیات 111، 112 کا درس دیا۔ 8:00 بجے حلقہ کے رفقاء سے ملاقات کی۔ امیر حلقہ نے حلقہ کے نظم کا تعارف پیش کیا اور نئے رفقاء کا تعارف کروایا۔ بعدازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ مبتدی وملتزم رفقاء نے امیر محترم سے بیعت مسنونہ کی۔ اس کے بعد جوہر آباد البرکہ ہال میں ''خواتین کی دینی ذمہ داریوں'' کے موضوع پر تقریباً 50 منٹ خطاب فرمایا۔ وہاں سے فراغت کے بعد فیصل آباد ایئرپورٹ سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے۔ نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

رفقاء متوجہ ہوں

مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیہونٹ نزد نیلور اسلام آباد' میں

16 تا 18 ستمبر 2022ء (بروز جمعہ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مُدرّسین کورس (نئے ومتوقع مدرسین کے لیے)

اور

مُدرّسین ریفریشر کورس کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرّسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں:-

☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ ☆ محاضرات حدیث: از ڈاکٹر محمود احمد غازی (باب 7 تا 12)

زیادہ سے زیادہ مدرّسین رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔ (موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں)

برائے رابطہ: 0334-5309613/051-4866055/051-2751014

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت 78-35473375(042)

غمِ جاں بیاں نہ ہو پائے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

تباہ کن سیلابوں نے ہر ذی شعور ذی حس کو ہلا مارا ہے۔ 3 کروڑ آبادی جو اس کے تھپیڑے کھا رہی ہے۔ گھر بار، اولاد، عزیز و اقارب، چشم زدن میں دنیا تلپٹ ہوگئی۔ ایک لامنتہا کرب سے سیلاب زدگان گزر رہے ہیں اور ایک درد والم اس فرد کا ہے، جو اپنے ان بھائی بندوں کی کسمپرسی اور اللہ کے غضب کے دوہرے احساس تلے پس رہا ہے۔ سندھ میں 784 فیصد معمول سے زیادہ بارش اس ماہ ہوئی۔ بلوچستان میں 496 فیصد زیادہ حد توڑ قسم کی بارش برسی۔ 5 لاکھ گھروں کو نقصان پہنچا۔ 31 لاکھ افراد بے گھر، ایک ہزار سے زائد بشمول بچے جاں بحق ہوئے۔ سات لاکھ سے زائد مویشی بہہ/مر گئے۔ ہزاروں کلومیٹر سڑکیں اور پُل (جن پر بیس سال نیٹو سپلائز ہوئیں) بہہ گئیں۔ رابطے کٹ گئے۔ فصلوں کا اربوں کا سرمایہ ڈوب گیا۔ سندھ میں کپاس اور کھجور کی فصل مکمل تباہ ہوگئی۔ انسانوں کی بے بسی، بے چارگی، ننھے بچوں کی لاشیں رنج والم سے ادھ موا کیے دیتی ہیں۔ کمال حوصلہ ہے خبروں کے چینل والوں کا کہ تھرکتی موسیقی کے بیچ یہ ساری خبریں سناتے زبان نہیں اٹکتی ٹھٹکتی؟ یہ تضاد محسوس نہیں کرتے؟ موسیقی پر رقص کرتی موت؟

طوفان، سیلاب، یہ آسمانی آفات کہاں سے آتی اور کیوں اچانک گرفت میں لے لیتی ہیں؟ آج کی سیکولر دنیا میں خدائی سائنس کی ہے۔ وہ کچھ حقائق بتا کر، گلوبل وارمنگ اور موسمیاتی تبدیلیوں کی کہانیاں سنا کر، حکومتوں، کارخانوں اور صنعتی کیمیائی فضلے کو مورد الزام ٹھہرا کر آگے چل دیتی ہیں۔ یہ الگ داستان ہے کہ پوری زمین پر اندھا دھند پھاڑے جانے والے بموں، میزائلوں کے دھماکوں پر بارود سے پھیلنے والی موسمیاتی تباہی کا تذکرہ کانے دجال کی کانی، یک چشم سائنس آنے نہیں دیتی۔ نیوکلیئر بم پھٹنے سے 65 تا 75 فیصد اوزون کی حفاظتی تہہ تباہ ہو جاتی ہے، 15 سال لگتے ہیں اس کی بہتری میں۔ اس کا تذکرہ ہیروشیما ناگاساکی کے باوجود امریکی جنگی جرائم میں سامنے نہیں آتا۔ گلوبل وارمنگ میں بم ساز اور بم باز عالمی قوتوں کا حصہ کہیں بیان نہیں ہوتا۔ انہی کرتوتوں سے سورج کی گرمی روکنے کی تحفظ کی ڈھال کمزور پڑ گئی۔ تپش بڑھ جانے سے گلیشیر پگھل رہے ہیں، سمندر کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ موسم کے تھپیڑے سائنس پر ایمان لانے والوں کو ششدر کیے دے رہے ہیں! کیسے روکیں؟ یورپ امریکا سمیت سبھی اب بھگت رہے ہیں۔

یہ تو ٹھہریں زمینی وجوہات۔ تاہم ان آفات کی وجوہات سائنس کے خالق، مالک اور رب سے پوچھنا خلافِ دستور ہے! سائنس اس کے سوا کچھ نہیں کہ رب تعالیٰ نے اس عظیم الشان کائنات کو (جس کا ننھا سا ایک حصہ یہ زمین ہے) اٹل ضابطوں اور قوانین پر استوار کیا ہے، جس کی باگ ڈور خالق کے ہاتھ میں ہے۔ یہی قاعدے ضابطے جان لینے کا نام سائنس ہے۔ سائنس دان یہ قوانین بناتا نہیں، ان کی معلومات حاصل کر لیتا اور اس کے مطابق انہیں برتتا ہے۔ اللہ کا کُل اختیار ہے، جب چاہے ان میں ردّ و بدل کرے۔ آگ کو گلزار بنا سکتا ہے۔ ننھے اسماعیلؑ کے قدموں تلے زمزم نکال دیتا ہے۔ کنواری بی بی مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ سے نوازتا ہے۔ بڑھاپے میں بانجھ بیوی سے اسحاق، یحییٰ علیہما السلام سے نواز سکتا ہے۔ سارے قاعدے قوانین اس کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، حکم کے تابع! بلاشبہ زلزلوں میں زمین کی پلیٹیں سرکتی ہیں، سیلابوں میں بادل پھٹتے، لامنتہا بارش برساتے، زمین پانی اگلتی ہے، مگر اختیار، حکم اور ہاتھ خالقِ کائنات ہی کا کارفرما ہوتا ہے۔ آفاتِ سماوی کے حوالے سے بھی توجہات کا مرکز درست رکھیے۔ درست دروازہ مدد کے لیے کھٹکھٹایئے۔ زمینی حقائق کے ساتھ کائنات میں اخلاقی قانون بھی کارفرما ہے۔ بادلوں کو برسانے اور رکوانے کے لیے ہاتھ اٹھانے پڑتے ہیں! اپنا وہ علم بروئے کار لایئے جو دنیا میں صرف آپ کو جبرئیل امین کے ذریعے محمد ﷺ کے مبارک سینے سے منتقل ہوا۔ عَلَّمَ الانسانَ ما لم یَعلم۔ ''انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔'' (العلق:5) اور جس علم تک رسائی کا کوئی ذریعہ دنیا کے بڑے بڑے علم کے دعویداروں کے پاس نہیں! آیئے ایک منظر دیکھیے، تازہ کیجیے۔

ایک بار مکہ میں قحط پڑا۔ لوگوں نے ابوطالب سے درخواست کی کہ آپ بارش کے لیے دعا کیجیے۔ (قبل از اسلام بھی کفّارِ مکہ بارش برسانے، طلب کرنے کا طریقہ جانتے تھے! آج کا انسان ان سے زیادہ جاہل ہوگیا۔ محکمۂ موسمیات سے پوچھ کر دم سادھ لیتا ہے!) ابوطالب کی کفالت میں محمد ﷺ تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ ابوطالب کے ساتھ ایک بچہ تھا جو ابر آلود سورج معلوم ہوتا تھا۔ (آخر کو ''سراجِ منیر'' کہلایا جانا تھا!) ابوطالب آپؐ کو لے کر ایک مجمع کے ساتھ حرم میں داخل ہوئے اور آپؐ کی پشت کو خانہ کعبہ کے ساتھ لگا دیا۔ آپؐ نے بطور تضرع والتجا، انگشت شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ بادل کا ایک ٹکڑا بھی اُس وقت آسمان پر نہ تھا۔ اشارہ کرتے ہی ہر طرف بادل امڈ آئے۔ آسمان بادلوں سے ڈھک گیا۔ بارش خوب برسی، شادابی چھا گئی۔ ابوطالب آپؐ کی خیر وخوبی سے واقف تھے۔ اس بارے شعر کہا: ''ایسے روشن اور منور کہ ان کے چہرے کی برکت سے خدا سے بارش مانگی جاتی ہے۔ جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کا ماویٰ وملجا ہے۔''

لہٰذا ہمارا انحصار صرف بے روح بے جان سائنس پر نہیں، قرآن اس کے وجود کو روح عطا کرتا ہے۔ ہمارے دنیاوی علم کو خالق سے جوڑ کر ایمان افروز کر دیتا ہے۔ سائنس مومن کا خدا نہیں۔ محض ایک ہتھیار، طریق کار اور ایک سواری ہے، جس کی سرکشی پر وہ سبحٰن الذی سخَّر لنا ھٰذا پڑھ کر، اسے مسخر کر لیتا اور ہمہ پہلو استعمال کرتا ہے۔ نہ اس سے منہ موڑتا اور رد کرتا ہے، نہ اسے خدا بنا کر پوجتا اور اعصاب پر سوار کرتا ہے!

قرآن مسلسل قوموں پر آنے والے عذابوں کا تذکرہ کرتا ہے۔ پوری انسانیت کی مستند اور کامل ترین تاریخ سامنے لا رکھتا ہے۔ لاریب فیه... جس میں کوئی شبہ نہیں! یہ کھدائیاں کر کے نامانوس زبانوں کے کتبوں سے جوڑ جاڑ کر کھڑی اور گھڑی گئی تاریخ نہیں، ربّ تعالیٰ کے کامل ترین ازل تا ابد پر محیط علم پر مبنی ہے، جس کے ہم وارث ہیں۔ سیلابوں کی تاریخ سورۂ ہود میں قوم نوح اور سورۂ سبا میں قوم سبا کے بند توڑ سیلاب میں واضح پڑھی جاسکتی ہے۔ سورۃ القمر میں پے در پے رسولوں کے جھٹلائے

جانے اور مہلت عمل طویل دیے جانے کے بعد پانچ قومیں جس طرح عذابوں میں پکڑی گئیں، عبرت آمیز ہے۔ بالآخر طوفانِ نوح تھا کیسے، کس نے جاری کیا، کس نے روکا، کس کو بچایا کس کو ڈبویا، وجوہات کیا تھیں، سب ہمارے لیے اظہر من الشمس ہے! سورۂ ہود، آیات 25 تا 48 پڑھ لیجیے۔ یہ غرقابی کا سمندر تھا کیسے؟ ’’حکم ہوا: اے زمین اپنا سارا پانی نگل جا اور اے آسمان رک جا! چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا، فیصلہ چکا دیا گیا، اور کشتی جودی پر ٹک گئی۔‘‘ ہم اللہ سے عجز و گلوگیری کے ساتھ بہ چشم نم سربسجود ہو کر اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اس کی مغفرت و رحمت کو پکارتے ہیں۔ میرے رب تو نے یقین دہانی کروائی تھی: وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ... تُو اپنے نادان، بھول جانے والے بندوں کی کرتوتوں پر درگزر کیے چلا جاتا ہے، کیونکہ تیری رحمت...... وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ... ہر شے پر محیط اور ہمارے عیبوں اور گناہوں کو ڈھانپ لینے کو کافی ہے۔

یا اللہ! تجھے تیری شانِ کریمی کا واسطہ ہے، رحم کر اس مسکین غریب بوڑھے پر جو اپنے گھر میں گردن تک پانی میں ڈوبا سر پر دو دیگچے (اپنی کل متاع!) اٹھائے پانی کی گرفت سے نکلنے کی کوشش میں ہے۔ وہ بے یار و مددگار باہمت بے وسیلہ عورت جو شانوں تک پانی میں ٹوکری سر پر رکھے جس میں اُس کا معصوم سال بھر کا بچہ بیٹھا ہے، سہارے، کنارے کی تلاش میں ہے! ہمارے حالوں پر رحم فرما۔ وہ پانچ ننھی مٹی کیچڑ میں لتھڑی لاشیں، جو یوں تو جنت کی پھلواریوں میں ابراہیم خلیل اللہ کو سونپ دیے گئے پھول بن چکے ہوں گے، مگر یہاں ہمارے کلیجے شق کرنے اور ہماری خطاؤں کا احساس دینے کے لیے کافی ہیں۔ اس حال میں بھی ڈِنر اُڑانے والوں، سیاست بازی لاشوں پر کرنے والوں کو نہ دیکھ، پاکستان پر رحم کر جس کی 75 سال کی عمر کا لمحہ لمحہ صرف تیری چشم پوشیوں اور عنایتوں اور ہمارے گناہوں کی داستان ہے۔ اخبار کے صفحے کے ایک طرف یہ بلکتی تصاویر ہیں اور دوسری طرف شوبز کی حسیناؤں قتالاؤں سے سجی ہے۔ کالی اسکرینوں پر نہ ڈراموں کھیل تماشوں میں کوئی کمی ہے، نہ مساجد خوف سے لرزاں تیرے حضور جھکنے والوں سے بھری ہیں۔ اللہ! دل تیری دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ ہمارے دل اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔ اپنے دین پر جما دے۔ (آمین!)

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں: ’’تم ایسے کام کیا کرتے ہو جو تمہاری نگاہوں میں بال سے باریک اور معمولی نظر آتے ہیں، لیکن ہم ایسے کاموں کو عہدِ نبویؐ میں مہلکات میں شمار کرتے تھے۔‘‘ (بخاری) عام انسانوں پر یہ افتاد کیوں ٹوٹی؟ امام احمدؒ حضرت جریر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: ’’جس قوم میں گناہوں کا ارتکاب ہو اور بدکرداروں کے مقابلے میں دوسرے لوگ غالب ہوں (تعداد میں بھی زیادہ ہوں) اور پھر بھی وہ ان کو نہ روکیں، تو اللہ تعالیٰ تمام پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔‘‘ بے شمار ہلاکت خیز، ایمان شکن اقدامات سبھی حکومتوں کی جانب سے، بدکرداروں، اشرار کی جانب سے ہوتے رہے، ہم نے بڑھ کر ہاتھ نہ روکا۔ 27 رمضان کو معجزے کے طور پر ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کا مقصد لے کر وجود میں آنے والی مملکت کو اس کے مقصدِ وجود سے بے بہرہ کرنے کی بھرپور مسلسل سازشیں ہر سطح پر کی گئیں، بالخصوص تعلیمی، ثقافتی، معاشرتی، معیشت کی سطح پر، ہم نے راستے میں دیوار کھڑی نہ کی، پناہ بخدا...... ہمیں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے۔ ہوش میں آنے کی ضرورت ہے!

ورق کے بعد ورق اور اِک سیاہ کریں
کریں بھی کیا، جو غمِ جاں بیاں نہ ہو پائے!

مصائب سے نجات کے لیے کثرت سے کارِ خیر کریں

امام وخطیب مسجد الحرام شیخ ڈاکٹر اسامہ خیاط ﷾

مکہ مکرمہ.... مسجد الحرام کے امام وخطیب شیخ ڈاکٹر اسامہ خیاط ﷾ نے خطاب جمعہ میں فرزندان اسلام کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ آلام و مصائب سے نجات حاصل کرنے کے لیے کثرت سے کارِ خیر کریں۔ امام حرم نے توجہ دلائی کہ دن رات کی آمد و شد کے ساتھ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ آلام و مصائب اور دکھ درد کے واقعات انسان کی زندگی پر چھا جاتے ہیں۔ ذہنی، جسمانی، مالی تکلیفیں، وطنِ عزیز پر آفت دیکھ کر انسان تنگ دل ہو جاتا ہے۔ اس کی آرزو ہوتی ہے کہ اس کا دکھ درد دور ہو، اس کی تکلیف ختم ہو، ایسے عالم میں وہ رب العالمین کو تڑپ کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ مصیبت سے نجات دلانے کی دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دکھ درد دور کرنے والی واحد ہستی ہے۔

امام حرم نے دکھ درد کے عالم میں نبی کریم ﷺ کے معمولات کا تذکرہ کرتے ہوئے حاضرین کو تلقین کی کہ وہ اس حوالے سے سیرت طیبہ اور احادیث مبارکہ میں منقول دعاؤں کا اہتمام کیا کریں۔ امام حرم نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ صحابہ کرام ؓ کو ترغیب دیا کرتے تھے کہ آفات و مصائب سے بچاؤ کے لیے اچھے کام کثرت سے مسلسل کیا کریں۔

امام حرم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو دینی اخوت کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ سب اہل ایمان ایک دوسرے کے بھائی اور بہنیں ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے تاکید کی ہے کہ تمام اہل ایمان دکھ درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ اہل ایمان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں۔ امام حرم نے توجہ دلائی کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ جو شخص اپنے مسلم بھائی کی ضرورت پوری کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کا دکھ درد دور کرتا رہے گا۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ دنیا میں مسلمان کی تکلیف دور کرنے والے کو قیامت کے دن بہت بڑا اجر ملے گا اور وہ اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیف دور کرے گا۔ دنیا اور آخرت کی تکلیف میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ امام حرم نے کہا کہ تمام مسلمان اپنے دینی بھائیوں کے حقوق بڑھ چڑھ کر ادا کریں۔ اس کے فوائد بے شمار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ برائیوں کے اثرات سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔ مغفرت طلب کرنا پیغمبروں اور نبیوں کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ قرآن پاک میں بابا آدم، اماں حوا ؑ، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد ؑ کی دعاؤں کا تذکرہ کر کے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اعظم و آخر محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے اور اہل ایمان کے لیے مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا۔ امام حرم نے توجہ دلائی کہ پیغمبر اسلام کثرت سے مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔ وہ ایک مجلس میں 100 بار استغفار پڑھتے تھے۔ ہر نماز کے بعد 3 بار استغفار کا اہتمام فرماتے تھے۔ استغفار نیک بندوں کا شیوہ اور خدا ترسوں کی شناخت ہے۔ انہوں نے زائرین سے کہا کہ وہ کثرت سے استغفار کریں۔ ایسا کریں گے تو ان کی زندگی برکتوں سے مامور ہو جائے گی اور ان کے گناہ مٹ جائیں گے۔

پاکستان میں حالیہ سیلابی صورتِ حال، آزمائش یا عذاب؟

حبیب الرحمٰن

ایک سوال جو ہمیشہ ایسی صورتِ حال میں اذہان میں اٹھتا ہے، ”کیا یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہے یا عذاب؟“

کچھ خاص افکار و نظریات کے ماننے والے تو اس سوال کو ہی دقیانوسی کہتے ہیں۔

خیر ہمیں تو اس سوال کا جواب جاننے میں دلچسپی ہے، خیر فیکلٹس اینڈ فیگرز والے مفکرین کے لیے بھی دلچسپی کا سامان ہو سکتا ہے۔

بحیثیت مسلمان، ہمارا عقیدہ تو یہ ہی ہونا چاہیے، سورۃ التغابن آیت 11 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، ﴿مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ﴾ ”کوئی مصیبت اور آزمائش نہیں آتی لیکن اگر اللہ کا حکم شامل نہ ہو۔“

لیکن ساتھ اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَمَآ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ۝۳۰﴾ (الشوریٰ) ”کوئی مصیبت یا آزمائش تم پر وارد نہیں ہوتی مگر یہ ہے کہ وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے، جبکہ اللہ اکثر کوتاہیوں پر تو درگزر کا معاملہ فرماتا ہے۔“

اب ہم پھر اسی سوال پر کھڑے ہیں کہ یہ اللہ کے اذن سے آزمائش ہے یا ہمارے کرتوت ایسے کہ جن کی کمائی یہ عذاب کی شکل بن گئی ہے

اگر اس سوال کا جواب کھوجنے سے قبل کسی قدر گزشتہ 50 سالوں میں آنے والے قدرتی آفات کا ایک طائرانہ جائزہ لیا جائے تو خاکہ کافی واضح ہو جائے گا۔

اگست 1973ء میں پاکستان میں سیلاب آیا اور قریب کوئی 48 لاکھ افراد متاثر ہوئے، جانی و مالی نقصان علیحدہ ہے۔

28 دسمبر 1974ء کو پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں شدید زلزلہ آیا جس کا مرکز ہنزہ قرار دیا گیا، جس میں تقریباً 97 ہزار افراد متاثر ہوئے اور اور پانچ ہزار تین سو کے قریب ہلاکتیں ہوئیں۔

اگست 1976ء، جون 1977ء، جولائی 1978ء اور پھر اگست 1988ء میں بار بار پاکستان کو اللہ کی جانب سے سیلاب کی صورت میں وارننگ ملتی رہی، جس میں ایک محدود اندازہ کے مطابق 98 لاکھ اور چونتیس ہزار افراد متاثر ہوئے، جبکہ ہلاکتیں صرف 1977ء کے سیلاب میں 12 ہزار کے قریب تھیں۔

11 جون 1991ء کو شدید گرمی کا سامنا کرنا پڑا جس میں ہلاکتیں 961 رپورٹ ہوئیں۔

اگست اور ستمبر 1992ء میں پھر سیلابی صورتِ حال کا سامنا رہا، جس میں تقریباً ایک کروڑ اور 85 لاکھ افراد متاثر ہوئے، جبکہ جانی و مالی نقصان کا کوئی تصدیق شدہ ریکارڈ موجود نہیں۔

14 نومبر 1993ء کو ہوا کا طوفان آیا، جس میں 600 کے قریب ہلاکتیں رپورٹ ہوئیں۔

جولائی 1995ء، اگست 1996ء اور مارچ 1998ء کو پھر سیلابی صورت حال کا پاکستان کو سامنا رہا، جس میں کم از کم 24 لاکھ افراد متاثر ہوئے اور ایک ہزار کے قریب ہلاکتیں رپورٹ ہوئیں، جبکہ مالی نقصان کا تخمینہ لگانا ممکن نہیں۔

مارچ 2000ء میں پاکستان کو پہلی بار قحط کی صورتِ حال کا اس بڑے پیمانے پر سامنا کرنا پڑا کہ تقریباً 22 لاکھ افراد کو اس صورتِ حال سے گزرنا پڑا۔

مورخہ 8 اکتوبر 2005ء کا زلزلہ تو کس کے ذہن سے نکل سکتا ہے، جب کشمیر اور خاص طور پر راولاکوٹ اور مظفر آباد کی زمین کانپ اٹھی تھی، جس میں تقریباً 25 لاکھ افراد متاثر ہوئے، جبکہ 87 ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے۔

جولائی اور اگست 2010ء میں پاکستان کو تاریخ کے شدید ترین سیلاب کا سامنا کرنا پڑا جس میں تقریباً 2 کروڑ افراد متاثر ہوئے، جبکہ جانی و مالی نقصان کا اندازہ لگانا تقریباً ناممکن ہے۔

2019ء کے آخر میں چین سے پھیلنے والا وائرس ”کورونا“ جو دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں تیزی سے پھیلتا چلا گیا، وہاں پاکستان کیوں نا پہنچتا، مارچ 2020ء میں پاکستان میں کیسز رپورٹ ہونا شروع ہوئے جواب تک 30 ہزار سے زائد جانیں نگل چکا ہے، متاثرین کی تعداد تقریباً 16 لاکھ بتائی جاتی ہے۔

اور اب یہ سیلابی صورتِ حال، جنوبی پنجاب، اندرونِ سندھ اور تقریباً پورا بلوچستان، متاثرین، ہلاکتیں اور مالی نقصان کا تخمینہ اگرچہ حکومت نے لگایا تو ہے، لیکن یقین سے ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اب اس بات کا فیصلہ کرنے کے لیے کہ یہ آزمائش ہے یا عذاب ایک ٹیسٹ کیس کا اور جائزہ لیتے ہیں، جیسے پاکستان میں آنے والی قدرتی آفات کو نکات کی صورت میں قارئین کے سامنے رکھا ہے، جی بالکل اسی طرح......

تو آئیے، پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے 75 سال مکمل ہو گئے ہیں، جائزہ لیتے ہیں،

1948ء میں اسٹیٹ بینک کے افتتاح کے موقع پر بانئ پاکستان محمد علی جناح نے فرمایا: ”ہمیں مساوات اور معاشرتی انصاف کے حقیقی اسلامی تصور پر مبنی ایک معاشی نظام دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔“

1956ء اور 1962ء کے آئین میں ربا کے خاتمے کی شق شامل کی گئی۔

1969ء اسلامی مشاورتی کونسل نے ملک میں رائج نظامِ بینکاری کے تحت جاری کیے جانے والے قرضوں اور اسکیموں کو سودی قرار دے دیا۔

1973ء دستورِ پاکستان کی دفعہ 38 ایف میں طے کیا گیا کہ سود کو جلد از جلد ختم کرنا ریاست کی منصبی ذمہ داری ہے۔

1977ء اسلامی نظریاتی کونسل کو غیر سودی معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کام تفویض کیا گیا۔

1980ء میں اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارشات اور Constitutional Process کو اپنی حتمی رپورٹ کے طور پر پیش کی جسے بعد میں استفادہ عام کے لیے شائع بھی کر دیا گیا۔

1981ء میں ضیاء الحق صاحب کے دور میں

وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی، لیکن یہ پابندی لگا دی گئی کہ دس سال تک یہ عدالت ملک کے مالی معاملات پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔

1981ء میں بینکوں میں سود کے متبادل کے طور پر مارک اپ اور پی ایل ایس کے کھاتوں کی اصطلاحات کا استعمال کیا گیا، جس کو علماء نے سود ہی کی ایک شکل قرار دیا۔

1988ء میں ضیاء الحق صاحب نے نفاذِ شریعت کے لیے ایک اسلامی معیشت کمیشن قائم کیا، اس کمیشن کی جانب سے ایک آرڈیننس بھی پیش کیا گیا لیکن بے نظیر دورِ حکومت میں یہ آرڈیننس اور کمیشن بھی ختم کر دیا گیا۔

1991ء میں غیر ملکی قرضوں اور خود انحصاری کے لیے ایک کمیشن قائم کیا گیا، جس کا ایک مقصد ملکی معیشت کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا بھی قرار دیا، جسے حکومت کی تبدیلی کے ساتھ ختم کر دیا گیا۔

1991ء میں وفاقی شرعی عدالت نے بینک انٹرسٹ کو ربا یعنی سود قرار دیا۔ جس کا مطلب صاف تھا کہ 73ء کے آئین کے تناظر میں اس نظام کو جلد از جلد استوار کرنا ریاست کی منصبی ذمہ داری ہے، جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پہلے سے موجود تھیں۔

1992ء میں مسلم لیگی حکومت نے سپریم کورٹ میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر دی، جس کی 1999ء تک سماعت ہی نہ ہوسکی۔

اس اپیل کا منفی تاثر زائل کرنے کے لیے 1997ء میں مسلم لیگی حکومت نے ایک اور کمیشن قائم کیا اور اس نے بھی اپنی رپورٹ پیش کر دی۔

1999ء سپریم کورٹ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو درست قرار دیا اور سودی قوانین کے خاتمہ کے لیے حکومت کو جون 2001ء تک پابند کر دیا۔

جون 2002ء میں سپریم کورٹ کے نئے شریعت اپیلنٹ بینچ نے سابقہ دونوں فیصلوں کو کالعدم قرار دے دیا اور معاملہ از سرِ نو جائزہ کے لیے واپس فیڈرل شریعت کورٹ کو ریمانڈ کر دیا۔

2013ء میں گیارہ برس بعد وفاقی شرعی عدالت میں ریمانڈ شدہ کیس سماعت کے لیے مقرر کیا گیا، مگر متعدد سماعتوں کے باوجود کورٹ نے فیصلہ نہیں دیا، بینچ بنتے رہے اور ٹوٹتے رہے۔ ہر بار گویا سماعت از سرِ نو شروع کی جاتی رہی۔

2015ء میں آئین کی دفعہ 184(3) کے تحت سپریم کورٹ میں سود کے خاتمہ کے لیے ایک پٹیشن اور جمع کروائی گئی، اس پٹیشن کو خارج کر دیا گیا کہ یہ معاملہ پہلے ہی وفاقی شرعی عدالت میں زیرِ سماعت ہے۔

اپریل 2022ء کو وفاقی شرعی عدالت نے نہ صرف بینک انٹرسٹ کو ربا یعنی سود قرار دیا بلکہ مختلف اہداف، فریم ورک کو سامنے رکھتے ہوئے تین ٹائم فریم بھی دیئے، گویا Constitutional Process بھی وضع کر کے فراہم کر دیا۔

اولین ہدف دس ایسے قوانین تھے جن کی حد یکم جون رکھی گئی، ان قوانین کو اس تاریخ سے قبل ختم کرنا تھا۔

لہٰذا جون 2022ء کو اسٹیٹ بینک، سرکاری بینک، نجی بینک اور کچھ اداروں سمیت 26 پٹیشنرز شریعت کورٹ کے فیصلہ کے خلاف اپیل میں چلے گئے، گویا فیصلہ پھر معطل ہوگیا۔

حکومت کی جانب سے سفارشات کے باوجود ٹاسک فورس بھی قائم کی گئی، لیکن تاحال اپیلوں کو واپس نہیں لیا گیا۔

محترم قارین، ہمارا یہ ایمان ہے کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں لکھا ہے، سب حق ہے اور ویسا ہی ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ جاری رکھنے کے لیے ہم کیسے کھلواڑ کر رہے ہیں، جیسے جیسے ہم نے کھلواڑ کیا ہے ویسے ویسے آزمائشیں ہیں جو عذاب کی شکل اختیار کر لیتی ہیں، حدیثِ رسول ﷺ کا مفہوم ہے کہ جو قوم سود اور زنا میں مبتلا ہو جائے وہ دنیا ہی میں عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ حدیث میں یہ بھی بیان ہوا کہ جس کا مفہوم ہے کہ اگر زمین پر کہیں اللہ کی ایک حد نافذ ہوتی ہے تو وہ چالیس روز کی مستقل بارش سے زیادہ مفید ہوتی ہے، لیکن اگر اس حدیث مبارکہ کے مفہوم کو عکسی اعتبار سے دیکھیں تو اللہ کے حد نافذ کرنے میں کھلواڑ کرنے پر ہمارا کیا حشر ہونا چاہئے، ہمیں اندازہ نہیں ہوسکتا۔

اس پورے آرٹیکل کا خلاصہ کلام سورۃ البقرہ آیات 278 اور 279 کا مفہوم ہے،

’’اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو اور سود جو باقی رہ گیا وہ تم چھوڑ دو، اگر تم کو واقعی ایمان والے ہو‘‘ (278)

’’اگر تم ایسا نہیں کرتے تو اعلانِ جنگ ہے اللہ اور رسول ﷺ کی جانب سے اب بھی توبہ کر لو (یعنی سود چھوڑ دو) پھر تم اپنا سرمایہ لینے کے توحق دار ہو۔‘‘ (279)

اسی آیت کے آخر میں دل و دماغ کو حاضر رکھ کر یہ الفاظ پڑھیں:

﴿لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝﴾

’’نہ تم ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے۔‘‘

اس ظالمانہ سودی نظام کے تحت زندگی گزارتے رہنا۔ اس کے ہمنواؤں کا کھلواڑ کرنے پر اس کے خلاف آواز بلند نہ کرنا ہی تو کہیں ہمارا جرم نہیں، جرم بھی کوئی چھوٹا موٹا نہیں، اجتماعی جرم، قومی جرم اور عذاب بھی کہیں اجتماعی طور پر تو نہیں!!

سوال صرف اتنا ہے، ہم کب سنجیدہ ہوں گے؟

حکمران ہمارا حق بجلی اور پانی نہیں دیتے تو ہم جنریٹر اور ٹینک کا بندوبست کرتے ہیں، احتجاج کرتے ہیں، یہ بھی تو ہمارا حق ہے...... نہیں!!

کیا اب بھی ایمان والوں کے اوپر وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل کانپ اٹھیں، لرز اٹھیں، اللہ کی خشیت اور اللہ کے خوف سے۔‘‘ (مفہوم سورۃ الحدید آیت 16)

سوچیے گا......

❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی چکوال کے مبتدی رفیق ضیاء الحسن کی والدہ اور کرنل (ر) عبدالقدر کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-5601117

☆ تنظیم اسلامی چکوال کے مبتدی رفیق آصف منہاس کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0343-8546680

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق محترم محمد صادق خان کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0334-6841909

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

سودی نظام کا خاتمہ دینی جماعتوں کی اوّلین ترجیح

عطا محمد جنجوعہ

تحریک پاکستان کے دوران ہمارے اسلاف نے وعدہ کیا کہ اے اللہ تعالیٰ تو ہمیں زمین عطا کر ہم تیری زمین میں آپ کا نازل کردہ نظام نافذ کریں گے۔ بدقسمتی سے وعدہ ایفا نہ ہوسکا۔ عقیدہ میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ جبکہ اعمال میں سود بدترین جرم ہے۔ قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے۔ ’’اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو۔ اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔‘‘ (البقرہ 278، 279)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں ان میں اول اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنا‘‘ ابن ماجہ)

سات تباہ کن گناہوں سے بچو۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے بھاگنا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (مسلم)

وطن عزیز میں سودی نظام رائج ہے۔ قیام پاکستان کے وقت معاشی استحکام کے لیے سرمایہ کی ضرورت تھی۔ کسی نے رضا کارانہ آفر نہیں کی۔ جب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا تو سامراجی قوتوں نے قرضہ کی پیشکش کی۔ قومی اثاثے گروی رکھ کر سودی قرضوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو اب اربوں ڈالر تک پہنچ چکا ہے۔ نومولود بچہ پر بھی ایک لاکھ پچیس ہزار کا قرضہ ہے۔ قرضہ کا سالانہ سود چار ہزار ارب دینا پڑتا ہے۔ حکومت اپنے ٹیکس ریونیو کا آدھے سے زائد سود کی مد میں ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیکسوں کی شرح میں تدریجی انداز سے اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

گیس، پٹرول کے نرخ بڑھنے سے پاکستان کی بین الاقوامی موڈل کی کریڈٹ ریٹنگ منفی ہو گئی ہے۔ اور ڈالر آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا ہے۔ مہنگائی کے طوفان سے مزدور طبقہ بری طرح متاثر ہوا ہے۔ غربت کی شرح نہایت تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ خدانخواستہ یہی صورت حال رہی تو افریقہ کی طرح پاکستان میں ایمان کے بدلے روٹی کے لیے غیر مسلم این جی اوز تگ و دو کریں گی۔ خدانخواستہ پاکستان نے سود کی قسط ادا کرنے کے لیے مزید قرضوں کا سلسلہ جاری رکھا تو ممکن ہے کہ بالآخر سامراجی قوتیں ایٹمی توانائی سے محرومی کی شرط پر اربوں ڈالر قرضہ کی معافی کی پیشکش کر دے۔ طاغوتی قوتوں کی بھول ہے کیونکہ لا الٰہ الا اللہ کی لوریوں سے پرورش پانے والی قوم بھوک کی شدت سے موت تو قبول کر لے گی مگر ایمان کا سودا نہیں کریں گے۔ اور ٹینکوں تلے سر دے کر دیس بچانے والی پاک فوج ایٹمی اثاثوں پر آنچ نہیں آنے دیں گی۔

چنانچہ ناگہانی مصیبت و آزمائش سے بچنے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ قومی اسمبلی میں قانون پاس کیا جائے کہ آئندہ سودی قرضہ نہ لیا جائے گا بلکہ خود انحصاری کی پالیسی پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔

ریز و بینکنگ اور پھر پلاسٹک منی اور ڈیجیٹل منی کا جو دور آ رہا ہے یہ ایک قرض کا جال ہے۔ میڈیا پر سبز باغ دکھا کر سود کی نئی سکیموں کو فلیور دے کر پیش کیا جا رہا ہے تاکہ عوام سودی نظام میں پھنس جائیں اور اپنی ماہانہ خون پسینہ کی کمائی کا خاطر خواہ حصہ سود کی قسط ادا کرنے پر صرف کرتے رہیں۔ دین اسلام اخوت، محبت، ہمدردی ایثار و قربانی کا درس دیتا ہے جبکہ سودی نظام پاکیزہ جذبات کو ختم کرتا ہے۔ حرص و ہوس، تنگ نظری و خود غرضی کو جنم دیتا ہے۔ عوام کے مطالبہ کے باوجود مفاد پرست حکمران طبقہ نے سودی نظام کو ختم نہیں کیا تو مخلص احباب نے عدالتی دروازہ پر دستک دی۔ وفاقی شرعی عدالت نے 1991ء میں بینک کے سود کو ربا قرار دے کر اس کے حرام مطلق ہونے کا فیصلہ دیا تھا لیکن مختلف حیلوں بہانوں سے 2022ء تک اس فیصلہ پر عمل نہ ہوسکا۔

اکتیس سال بعد وفاقی شرعی عدالت نے 28 اپریل 2022ء کو تاریخی فیصلہ کیا اور پاکستان میں رائج سود کی تمام اقسام کو ربا اور حرام مطلق قرار دے دیا ہے جبکہ اربابِ اختیار کو پانچ سال کا وقت دیا ہے کہ وہ سود سے پاک معیشت کو رائج کر سکیں۔ ظلم کی انتہا ہے کہ اس فیصلہ کو بھی پہلے کی طرح دوبارہ سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا ہے۔

سیکولر جماعتوں سے توقع نہیں کہ وہ اس پر ردعمل ظاہر کریں چنانچہ دینی جماعتوں کا فرض منصبی ہے کہ وہ متحد ہو کر حکومت کو مجبور کریں کہ وہ اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ سے اپیل واپس لے اور سود سے پاک معاشی نظام رائج کرنے میں حکومت سے تعاون کرے تاکہ رب کی طرف سے رحمت کا نزول ہو۔ خدانخواستہ حکومت عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرے تو دینی جماعتیں 1974ء کی تاریخ کا اعادہ کریں۔ جب علماء کرام نے اسلام آباد کی بجائے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر بھرپور تحریک چلائی تو حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا اسی طرح وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ پر عمل درآمد کرنے کے لیے دینی جماعتیں متحد ہو کر تحریک چلائیں۔ تو حکومت اس فیصلہ کے عملی تقاضے پورے کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ اور ارکان اسمبلی آئندہ سودی قرضہ نہ لینے کا قانون پاس کریں گے۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو، اپنے بیٹے، عمر 32 سال، تعلیم CA، برسر روزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0331-6600211
042-35464492

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، رفیق تنظیم عمر 37 سال، ڈاکٹر آف فزیکل تھراپی (KEMU)، گورنمنٹ جاب، BS-17 کو عقد ثانی کے لیے پڑھی لکھی، نیک، سمجھدار لڑکی (ترجیحاً رفیقہ تنظیم) کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0335-4612493
0334-4921222

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، حافظ قرآن، تفسیر قرآن کورس، ایم اے انگریزی، عمر 30 سال کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0305-5966926

رفقائے تنظیم، سوشل میڈیا اور احتیاطیں

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت، تنظیم اسلامی

اُمید ہے کہ آپ تنظیم اسلامی کے رفیق ہونے کے ناطے دین کی طرف سے عائد کی جانے والی جملہ انفرادی و اجتماعی ذمہ داریوں کو اپنے نظم بالا کی رہنمائی میں احسن انداز سے ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق ’’ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہوتا ہے‘‘ (سنن ابی داؤد) چونکہ ہمارا باہمی رشتہ مبنی بر ایمان ہے اس لیے درج بالا حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں چند اہم باتوں کی طرف آپ کو توجہ دلانا مقصود ہے، اُمید ہے کہ آپ ہماری ان گزارشات پر ضرور غور فرمائیں گے اور حتی الامکان عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

رفیق محترم! آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ بلا شبہ فتنوں کے عروج کا دور ہے۔ اس بارے میں حضور اکرم ﷺ کی متعدد روایات آئی ہیں:

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ان فتنوں سے پہلے پہلے جو تاریک رات کے حصوں کی طرح (چھا جانے والے) ہوں گے، (نیک) اعمال کرنے میں جلدی کرو۔ (ان فتنوں میں) صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر، اپنا دین (ایمان) دنیوی سامان کے عوض بیچتا ہوگا۔‘‘ (صحیح مسلم)

اس فتنہ پرور دور میں ایمان سے دور کر کے گمراہی کی طرف لے جانے میں جہاں اور بہت سے عوامل کارفرما ہیں وہیں ’’سوشل میڈیا‘‘ کی خطرناک وبا بھی ہے جو آج ہر بندے کے ہاتھ میں موبائل کی صورت میں پہنچ چکی ہے اور معاشرے کا عام رجحان چونکہ گمراہی اور شر کی طرف زیادہ ہے اس لیے جہاں اس میں کچھ چیزیں بہتری یا خیر والی ہیں وہیں شر اور برائی کے غلبہ کی وجہ سے یہ آلہ خیر کے بجائے آلہ شر بن چکا ہے۔ اور معاشرے میں موجود بدی کی قوتیں تو یہی چاہتی ہیں کہ بنی نوع انسان کو جس طرح بھی ممکن ہو سکے ایمان اور حیاء سے عاری کر کے حیوانیت کے مقام پر پہنچا دیں اور جتنی بھی اعلیٰ اقدار ہیں وہ آہستہ آہستہ ختم کر کے لوگوں کو دجال کی غلامی کے لیے تیار کیا جائے۔ اس بد ترین ماحول میں جہاں کچھ دوسری قوتیں خیر، بھلائی اور ایمان و اسلام کی دعوت میں مصروف ہیں وہیں تنظیم اسلامی بھی بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی غلامی میں دینے کا عزم کیے ہوئے ہے اور اللہ کی عطا کردہ زمین پر اُسی کے عطا کردہ نظام عدل اجتماعی کے لیے کوشاں ہے جس کا ایک حصہ ہم اور آپ بھی ہیں۔ چنانچہ دینی فرائض کی بہتر انداز میں ادائیگی کے لیے کچھ ذمہ داریاں تفویض کی گئی ہیں جو مختصراً درج ذیل ہیں۔

1. روزانہ تلاوتِ قرآن اور ترجمہ وتفسیر کا مطالعہ
2. اذکارِ مسنونہ، ادعیہ ماثورہ، استغفار اور درود شریف کا اہتمام۔
3. انفرادی دعوت کا اہتمام اور اس کے لیے روزانہ کم ازکم ڈیڑھ گھنٹہ فارغ کرنا۔
4. مطالعہ لٹریچر کے علاوہ ندائے خلافت اور میثاق کے مطالعہ کا اہتمام۔
5. اسرہ کے ہفتہ وار اجتماع اور حلقہ قرآنی کے علاوہ ماہانہ دعوتی/تربیتی اجتماعات میں شرکت۔

درج بالا پانچ اُمور کے حوالے سے ضروری ہے کہ ہم خود اپنا احتسابی جائزہ لے کر اپنے آپ سے سوال کریں کہ میں موبائل/انٹرنیٹ/الیکٹرانک میڈیا یا خاص طور پر سوشل میڈیا کا استعمال کرنے سے پہلے کیا روزانہ کی بنیادوں پر مذکورہ بالا امور سرانجام دے چکے ہوتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ کاروبار یا ملازمت اور دیگر گھریلو ذمہ داریوں سے فراغت کے بعد آج کے تیز ترین دور میں باقی اُمور کے لیے بہت کم وقت ملتا ہے اور اکثر رفقاء کی طرف سے بھی بعض اوقات یہ عذر سامنے آتا ہے کہ ذاتی/کاروباری اور گھریلو مصروفیات کی بنا پر تنظیم کی طرف سے عائد کی جانے والی ذمہ داریاں ادا نہیں ہو پاتیں۔ لیکن اس کے باوجود جب فیس بک/ٹویٹر/انسٹاگرام اور یوٹوب پر کافی وقت گزارا جا رہا ہو تو تشویش میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہی تاثر سامنے آتا ہے کہ ایک طرف تو مصروفیات کے عذر کا سہارا لے کر امیر تنظیم سے کیے گئے عہد کی پاسداری نہیں کی جا رہی جبکہ دوسری طرف دن کا بہتر اور بیشتر حصہ سوشل میڈیا اور دیگر فضولیات کی نذر کیا جا رہا ہے اور پھر ایسی مثالیں بھی سامنے آئی ہیں کہ سوشل میڈیا پر بھی بعض رفقاء اُسی انداز سے حصہ لے رہے ہوتے ہیں جس طرح سیاسی یا مسلکی جماعتوں کے اراکین اپنی پوسٹوں اور کمنٹس کے ذریعہ دوسروں پر نہ صرف کیچڑ اچھال رہے ہوتے ہیں بلکہ اُن کے کفر و اسلام کا بھی فیصلہ کر رہے ہوتے ہیں اور بعض تو اپنے اہل خانہ تک کی تصاویر اور ویڈیوز بھی شیئر کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے جبکہ سورۃ النور میں عورتوں کو بعد میں نظریں جھکانے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا اور مردوں کو پہلے۔ (آیت 30 اور 31)

مزید برآں اسی قرآنی حکم کی پیروی کرتے ہوئے تنظیم اپنے تمام رفقاء کو یہ ہدایت دیتی رہتی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں شرعی پردہ کے نفاذ کے ساتھ ساتھ غیر شرعی رسومات اور مخلوط محافل میں شرکت سے اجتناب کرنے کے علاوہ غضِ بصر کے ضمن بھی اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیں اور الیکٹرانک میڈیا/ٹی وی کے ساتھ ساتھ موبائل یا کمپیوٹر پر انٹرنیٹ کے استعمال میں بھی محتاط طرزِ عمل اختیار کریں اور نہ صرف اپنے آپ بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی اس خباثت سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ خصوصاً رات کو اور تنہائی کے اوقات میں تو مزید اس سے دور رہنے کی شعوری کوشش کریں کیوں کہ تنہائی میں شیطان کا وار آسان ہو جاتا ہے۔

انسان کی اسی کیفیت کو سامنے رکھتے ہوئے آج سے چودہ سو سال قبل نبی اکرم ﷺ جو الصادق المصدوق ہیں نے درج ذیل حدیث میں خاص طور پر دورِ حاضر کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔ حضرت ثوبان ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اپنی اُمت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، جو چمک رہی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ریت کے بکھرے ذرات کی طرح کر دے گا۔ ثوبان ؓ نے

کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں اُن کے بارے میں بتائیے، اور ان کی وضاحت کیجیے؟ کہیں ہم لاعلمی میں اُن جیسے نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے بھائی ہیں، اور تم جیسے ہیں۔ رات کو وہ بھی وہی عبادت کرتے ہیں جو تم کرتے ہو لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ انہیں جب تنہائی میں اللہ کے حرام کردہ گناہوں کا موقع ملتا ہے تو اُن کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ) لہٰذا درج بالا حدیث نبوی کی روشنی میں ہمیں یہ غور کرنا ہوگا کہ تنہائی اور رات کی تاریکی میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر ہمارا گناہ میں ملوث ہونا آج تو ہمیں لوگوں کی نگاہوں سے چھپا لے گا لیکن کل جب میدان حشر لگے گا اور تمام لوگ جمع ہوں گے اگر ان سب کے سامنے ہماری تمام نیکیاں ریت کے ذرات کی طرح بکھیر دی گئیں تو ہمارا کیا حال ہوگا جبکہ دنیا میں ایک اسلامی انقلابی جماعت کا رفیق ہونے کی وجہ سے لوگ ہماری عزت بھی کرتے تھے، ہماری باتیں سنتے تھے اور ہماری نصیحتوں پر عمل بھی کرتے تھے تو ہوسکتا ہے ہماری سزا حدیث میں بیان کی گئی سزا سے بھی بڑھ جائے۔ (اعاذنا اللہ منہ۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہماری حفاظت فرمائے)۔

لہٰذا آخر میں التماس ہے کہ ان گزارشات پر خصوصی غور فرماتے ہوئے ہم سب تنہائی کے لمحات میں کچھ وقت موبائل سے دور رہ کر مراقبہ کریں کہ اگر میری نماز اور قربانی کی طرح میرا جینا اور میرا مرنا بھی اللہ کے لیے ہے (اور خدا نخواستہ میں سوشل میڈیا کی غلاظت کا شکار ہوں) تو میں شعوری طور پر اس غلاظت سے اپنے آپ کو کیوں دور نہیں کر پا رہا۔ اس کے نتیجہ میں اُمید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خصوصی راہنمائی فرمائے گا اور اس سے بچنے کی شعوری کوشش کے نتیجہ میں اللہ کی خصوصی مدد ہمارے شامل حال ہوگی اور تنظیم کی طرف سے دیئے گئے اہداف کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ ہمارے وقت میں برکت بھی ڈال دے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے وعدہ ہے کہ:

﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَاط وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾﴾ (العنکبوت)

’’اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے ہم لازماً ان کی راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔‘‘

❁❁❁

زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اہم مضامین پر احادیث مبارکہ کا مجموعہ

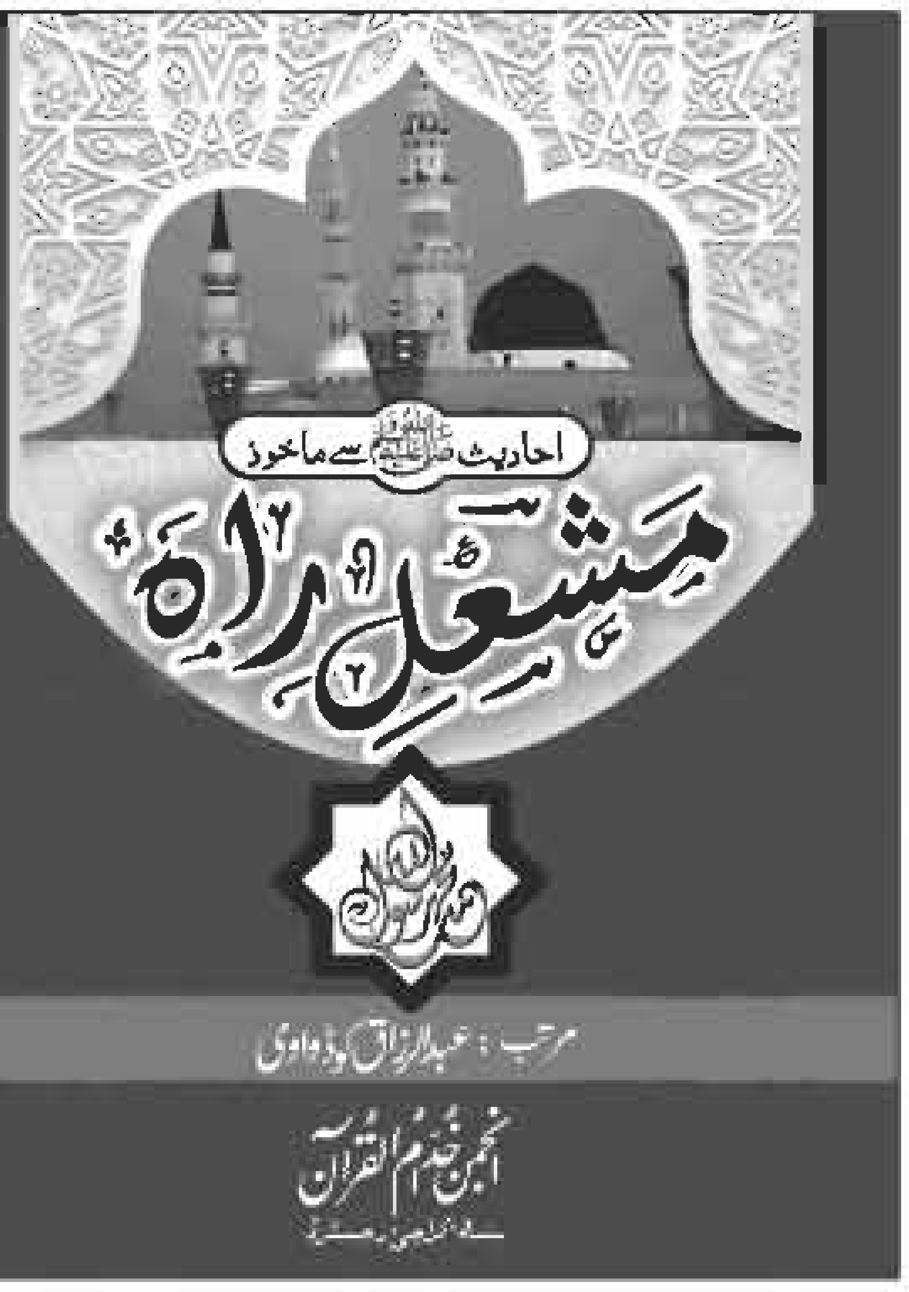

تقاریظ

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاری محمد طیّب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

’’میرے نزدیک یہ مجموعہ عام مسلمانوں کے لیے بے حد مفید ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے تاکہ مسلمانوں کا کوئی گھر اس سے خالی نہ رہے‘‘ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (بانی دار العلوم کراچی)

انتہائی مناسب قیمت پر دستیاب ہے

ملک بھر کے مکتبہ جات و مراکز کے پتے اور کتاب کے حصول کے لیے درج ذیل فون نمبرز پر رابطہ یا ویب سائٹ وزٹ کریں۔

فون: 7-34993436-21-92+ موبائل/واٹس ایپ: 0300-2859001

ویب سائٹ: www.QuranAcademy.com

فلسفۂ انقلاب کے نقطۂ نظر سے سیرت النبی ﷺ کا اجمالی مطالعہ

منہجِ انقلابِ نبویؐ

بانیٔ تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے دس خطباتِ جمعہ کا مجموعہ

(جدید نظر ثانی شدہ ایڈیشن)

❁ صفحات: 360 ❁ قیمت اشاعت خاص: 500 روپے اشاعت عام: 300 روپے

مکتبہ خُدام القرآن لاہور

36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 3-35869501

The Ultimate Utopia

By: Khadija Andleeb

The ultimate utopia of a united Ummah may sound appealing to many Muslims, yet in the present scenario it seems quite an uphill task. The current political conditions of all the Muslim countries paint a very grim picture to nurture any such dream. Moreover, the socio-economic situation of these Muslim states is pathetically deplorable and hopeless. Thus, the actual concept of UMMAH is rapidly deprecating, draining into the annals of history.

Dr Allama Mohammad Iqbal, wove a whimsical world when he wrote,

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

Although, what we witness today among the Muslim world is complete economic slavery, total subjugation of the imperialist masters, an indignant and condescending isolation of the world map and absolutely no vision or understanding of how to break free from this mess.

Taking my topical trepidation to the next level of discussion we must set the facts straight. Two main factors led to the downfall of Muslims. The end of the Ottoman Empire and the butchering of Muslim majority areas into nation states.

The West, pre-dominantly America, is the actual evil – blinded by its urge to rule the world. The loot and plunder of the colonial era continues to this date under beautifully crafted slogans of globalization and modernism, camouflaging the hideous face of monstrous capitalism, which disrupts the natural balance of world resources.

Israel's presence on the map reminds me of a dagger drawn in the heart of the Muslim Arab world. Rightly known as an illegitimate child of the West, it enjoys privileges not known to any other country. The U.N.peace and security programs, Geneva conventions, and all sorts of subliminal human rights criterions are dutifully sacrificed at the altar of this apartheid state.

Ever since the creation of illegitimate Israel, Palestinians have not known peace. Their blood, lives, homes and safety lie in extreme jeopardy. Not a single day passes by when the Palestinians don't experience throes of intense humiliation, brutal beatings, burial of loved ones, demolition of their homes and confiscation of their cultivated lands. Gaza has turned into a modern-day ghetto, where the recent bombing spree of Israel proved detrimental to the paltry life provisions of the poor Palestinians.

An exactly similar situation is faced by the Muslims living in India and occupied Kashmir. The cruel Indian soldiers either kill or torture young men, or put them behind bars without any question or reason. The women are either raped or left alone to mourn the missing men. In India, the Muslim community lives under a constant threat of losing everything in the wink of an eye. Anything as small as allegedly selling of beef could spark up a deadly conflict.

The Muslims of the war-torn countries such as Iraq, Afghanistan, Syria and Yemen also strive through dreadful circumstances, primarily due to fragile infrastructure and plummeting economy. Moving toward further east the Uyghurs of China and Burmese Muslim live a terribly tormented life. Only a handful of Islamic Jihadi groups are striving hard to topple this universal satanic game of oppression against Muslims but they carry an incendiary rhetoric which many find totally repulsive and least propense. Hence, despite our most cherished notion of a "United Ummah" the ground realities paint a grim picture of a painful nightmarish dystopia.

The world is tainted red with Muslim blood, as it is cheap and abundantly available. May Allah *(SWT)* bless us with courage, strength, valor, vision and an honest leadership to strive hard to reclaim our glorious past. Till then let's raise up our hands and pray for our Muslim brethren around the globe.

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.34

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore